پھانسی کی کوٹھڑی میں
اے حمید
PDFBOOKSFREE.PK
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیارے دوستو،

"ناگ، عنبر، ماریا کی واپسی" آپ جس دلچسپی اور شوق سے پڑھ رہے ہیں اور جس محبت اور پیار کے ساتھ مجھے اپنی پسندیدگی کے خطوط لکھ رہے ہیں، اس کے لیے میں آپ کا جتنا شکریہ ادا کروں کم ہے — قسط نمبر ۲۵ کا سلور جوبلی نمبر آپ نے پڑھا اور ننانوے سیڑھیوں کے راز پر سے پردہ اٹھا کر دیکھا —

اب اس کہانی میں آپ کا محبوب ہیرو عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں پہنچ چکا ہے اور اُسے پھانسی کی سزا ہونے والی ہے۔ عنبر کیسے پھانسی کی کوٹھڑی میں پہنچا۔ یہ آپ خود ورق الٹ کر پڑھیں گے اور پھر مجھے ایک پیارا سا خط لکھیں تاکہ میری حوصلہ افزائی ہو اور میں آپ کے لیے اور زیادہ محبت اور پیار سے لکھ سکوں۔ آپ میرے 'عمران ریحان ایڈونچر' کے سلسلے کو بھی جس محبت سے پڑھ رہے ہیں میں اس کا بھی شکر گزار ہوں۔

آپ کا

اے۔ حمید

سرورق [illegible] جلال انور

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

قیمت ۵ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ

بار اوّل : ۱۹۸۱ء

تعداد : دو ہزار

نیا مکتبہ اقرأ — ۱۳/۱۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور [illegible]

طابع : [illegible] پرنٹنگ پریس لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- گردن کاٹنے والی مشین
- باغ کا تہہ خانہ
- عنبر پھانسی کی کوٹھری میں
- بے گناہ قاتل
- ناگ اور آدم خور بن مانس

گردن کاٹنے والی مشین

زبیدہ عبداللہ اور ناگ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ سپاہیوں نے انہیں پکڑ کر رسیوں سے جکڑ دیا — ناگ کو بھی پکڑ لیا گیا — ناگ ایک سیکنڈ میں فرار ہو سکتا تھا، مگر وہ اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا — انہیں شہر کے چھوٹے قلعے میں بند کر دیا گیا۔
عبداللہ نے پریشان ہو کر کہا، "اب کیا ہوگا؟" ناگ نے کہا:
"کوئی ترکیب سوچتا ہوں — ہمیں بہت جلد یہاں سے نکلنا ہوگا — نہیں تو یہ لوگ ہمیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔"
زبیدہ کہنے لگی:
"مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ اب ہماری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔ ہم نے غلطی کی جو اپنے خیمے سے باہر نکل آئے۔"
ناگ نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"آپ دونوں جانتے ہیں کہ میں ناگ ہوں اور میرے اندر کچھ طلسمی قوت ہے ۔ میں اس قوت کو کام میں لاتے ہوئے یہاں سے فرار ہونے کا کوئی راستہ تلاش کرتا ہوں۔"

جب رات تاریک ہوگئی اور قلعے کے باہر زبردست پہرہ لگا دیا گیا تو ناگ نے کہا:

"میں باہر جا رہا ہوں۔"

اُس نے سانپ کا روپ بدلا اور ایک نالی میں سے باہر نکل گیا ۔ باہر قلعے کی فصیل تھی جہاں دو سپاہی نیزے اور توڑے دار بندوقیں اٹھائے پہرہ دے رہے تھے ۔ انہوں نے ناگ کو نہ دیکھا ۔ ناگ سانپ کی شکل میں رینگتا ہوا ان کے پیچھے آ گیا ۔ اس نے ایک سپاہی کی ٹانگ پر ڈس دیا اور پیچھے اندھیرے میں چھپ گیا ۔ ناگ کے زہر سے کوئی بچ نہیں سکتا تھا ۔ سپاہی زمین گرا اور اس کا جسم کانپنے لگا ۔ دوسرا سپاہی اس کی طرف بھاگا ۔ وہ اس کو اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا کہ ناگ نے اسے بھی ڈس دیا ۔ دوسرا سپاہی بھی اپنے ساتھی کے اوپر گر پڑا اور مر گیا ۔

ناگ نے انسانی شکل بدلی ۔ سپاہی کی جیب سے چابی نکال کر کال کوٹھری کا دروازہ کھول دیا ۔ زبیدہ اور عبداللہ جلدی سے باہر نکل آئے ۔ وہ قلعے کی فصیل کے اوپر کھڑے تھے ۔

نیچے قلعے کی دیوار کے ساتھ ساتھ سمندر کی لہریں ٹکرا رہی تھیں یہاں سے نیچے چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی تھی ۔ ناگ نے کہا:

"تم دونوں یہاں ٹھہرو، میں سیڑھیوں میں جا کر دیکھتا ہوں کہ وہاں پہرے پر کتنے سپاہی ہیں۔"

عبداللہ نے کہا:

"ہم بھی تمہارے ساتھ آتے ہیں ۔ ہم تمہیں اکیلا نہیں جانے دیں گے۔"

وہ تینوں قلعے کی سیڑھیوں کی طرف آ گئے ۔ یہاں کوئی سپاہی نہیں تھا ۔ وہ سیڑھیاں اُتر کر قلعے کے بڑے دروازے پر آ گئے ۔ یہاں کوئی سپاہی نہیں تھا ۔ دروازے پر چار سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ ناگ نے کہا:

"تم لوگ یہاں ٹھہرو، میں جا کر ان سے نمٹتا ہوں۔"

ناگ نے سانپ کی شکل بدلی اور قلعے کے بڑے دروازے کی ڈیوڑھی میں آ گیا ۔ دو سپاہی کرسیوں پر بیٹھے اونگھ رہے تھے اور دو سپاہی پہرہ دے رہے تھے ۔ ناگ نے جاتے ہی ان دونوں اونگھتے ہوئے سپاہیوں کو اپنا نشانہ بنا یا ۔ دونوں اونگھتے اونگھتے ہمیشہ کے لیے سو گئے ۔ جو سپاہی پہرہ دے رہے تھے انہیں معلوم ہی نہ ہوا کہ ان کے اونگھنے والے ساتھی مر چکے ہیں ۔ ناگ پہرہ دینے والوں کی طرف بڑھا ۔ وہ ایک سپاہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو ڈسنے ہی لگا تھا کہ لیمپ کی روشنی میں دوسرے سپاہی کی سانپ پر نظر پڑ گئی — اس نے وہیں سے تلوار کا وار کیا۔ ناگ خوش قسمت تھا کہ وار ذرا ٹیڑھا پڑا؛ ورنہ اس کا جسم کٹ کر دو ہو گیا تھا — دونوں سپاہی اب سانپ کے پیچھے بھاگے۔ ناگ دیوار کے اوپر چڑھ گیا — سپاہیوں نے ناگ پر تیروں کی بارش کر دی — ناگ گھبرا کر ایک سوراخ میں گھس گیا۔ سپاہیوں نے اپنے ساتھیوں کو اٹھانا چاہا تو انہیں معلوم ہوا کہ دونوں کو سانپ ڈس چکا ہے — اب انہوں نے جلتی ہوئی مشعل اٹھائی کہ دیوار کے سوراخ میں گھسا کر سانپ کو آگ میں بھسم کر دیں — ناگ پریشان ہو کر باہر نکل آیا — اس پر ایک بار پھر تیر برسنے لگے —

عبداللہ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا، مگر وہ نہتا تھا۔ اس کے پاس تلوار نہیں تھی، نہیں تو وہ ناگ کی مدد کو ضرور آتا۔ پھر بھی ناگ کی زندگی خطرے میں دیکھ کر اس سے نہ رہا گیا۔ وہ بھاگ کر سیڑھیوں سے باہر نکلا اور جو سپاہی مر چکا تھا اس کی تلوار اٹھا کر دوسرے سپاہیوں پر حملہ کر دیا — انہوں نے سانپ کو تو وہیں چھوڑا اور عبداللہ سے مقابلہ شروع کر دیا۔ ناگ کو موقع مل گیا —

ناگ نے ایک پھنکار ماری اور انسان سے ایک بڑا لنگ کا نگ

یعنی بن مانس بن گیا — بن مانس کی شکل میں آتے ہی ناگ نے لڑتے ہوئے دونوں سپاہیوں کو کھلونوں کی طرح زمین پر سے اٹھایا اور دیوار پر زور سے دے مارا — ایک چیخ کے ساتھ دونوں دیوار کے ساتھ جا کر ٹکرائے اور ان کی ہڈیاں چورا ہو گئیں۔ اور زمین پر ایسے گرے کہ پھر نہ اٹھ سکے۔ ناگ اس کے بعد انسانی شکل میں آ گیا اور بولا :

"میں قلعے کا دروازہ کھولتا ہوں تم ڈیوڑھی سے تین گھوڑے کھول کر لے آؤ۔"

ناگ نے دروازہ کھول دیا — عبداللہ گھوڑے لے آیا۔ عبداللہ، زبیدہ اور ناگ تینوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور رات کے اندھیرے میں گھوڑے سرپٹ دوڑاتے غائب ہو گئے —

صبح ہوئی تو قلعے میں ایک طوفان مچ گیا — تینوں باغی قیدی قلعے سے فرار ہو چکے تھے — گورنر غصے سے آگ بگولا ہو گیا — اس نے حکم دے دیا کہ شہر میں تینوں مفرور قیدیوں کو تلاش کر کے وہیں موت کے گھاٹ اتار دیا جائے اور ان کے سر کاٹ کر اس کے سامنے پیش کیے جائیں، لیکن ناگ عبداللہ اور زبیدہ اس وقت قلعے سے دور — بہت دور سمندر کے کنارے ویران چٹانوں کے درمیان ایک جگہ چھپے ہوئے تھے — انہوں نے گھوڑوں کو سمندر کنارے پہنچنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے پہلے ہی چھوڑ دیا تھا تاکہ ان کے سموں کے نشانوں سے وہ دوبارا نہ پکڑے جائیں۔

ان چٹانوں میں چھپے انہیں دوسرا دن تھا کہ فرانس میں انقلاب کے شعلے بھڑک اُٹھے — لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ لوگوں نے فوج کے سپاہیوں کو پکڑ پکڑ کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور قلعے پر عام لوگوں کا قبضہ ہو گیا — اب ناگ زبیدہ عبداللہ کے لیے بڑی آسانی ہو گئی تھی۔ وہ چٹانوں سے باہر نکل آئے — مگر شہر میں جانا خطرناک تھا۔ کیونکہ لوگ ہر غیر ملکی کو قتل کر دیتے تھے۔ وہ بندرگاہ پر آ گئے — یہاں بھی ایک ہنگامہ مچا ہوا تھا — ایک سمندری جہاز مسافروں سے لدا کھڑا تھا — لوگ بھاگ رہے تھے — معلوم ہوا کہ یہ جہاز سکندریہ یعنی مصر جا رہا ہے — عبداللہ نے کہا :

" ہم اس جہاز میں بیٹھ کر سکندریہ چلے جاتے ہیں — وہاں سے الجزائر اپنے وطن چلے جائیں گے ۔"

ناگ نے دونوں کو جہاز پر سوار کروا دیا۔ جب جہاز نے لنگر اٹھا دیا تو ناگ وہاں سے واپس ہوا — اسے عنبر اور ماریا کی فکر تھی کہ کہیں اس انقلاب میں وہ ایک بار پھر کھو نہ جائیں — وہ مارسیلز کے ہنگاموں سے بھاگ کر شہر سے باہر آ گیا — یہاں سے سارا شہر جلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

ٹیلے پر کھڑے ہو کر اس نے شہر کے مکانوں سے اُٹھتے آگ کے شعلے دیکھے اور پھر ایک گہرا سانس لے کر عقاب کی شکل بدلی اور پیرس کی طرف سفر شروع کر دیا۔

سارا دن ساری رات ہوا میں اُڑتا رہا — دوسرے روز دوپہر کے بعد وہ پیرس شہر کے قریب پہنچ گیا — اس خوبصورت شہر میں بھی کہیں کہیں سے آگ کے شعلے اُٹھ رہے تھے — وہ پیرس کے سب سے بڑے چوک کے ایک باغ میں آ کر اُتر گیا — یہاں سے وہ سرائے قریب ہی تھی جہاں عنبر اور ماریا ٹھہرے تھے — ناگ انسان کی شکل میں آ گیا اور باغ سے نکل کر سرائے کی طرف چلا — ہر طرف ایک بھگدڑ مچی ہوئی تھی — لوگ دکانیں لوٹ رہے تھے — مکانوں کو آگ لگا رہے تھے — شاہی فوج کے سپاہیوں کو پکڑ کر گلا کاٹنے والی مشینوں کی طرف لیے جا رہے تھے۔ لوگوں نے قلعے پر قبضہ کر لیا تھا — بادشاہ ملکہ اور شہزادیوں شہزادوں کو پکڑ کر قید میں ڈال دیا گیا تھا۔ شہر انقلاب کی آگ میں جل رہا تھا — جس سرائے میں عنبر اور ماریا ٹھہرے تھے وہ بھی آگ میں جل کر راکھ ہو چکی تھی — خدا جانے عنبر اور ماریا انقلاب کے طوفان میں کہاں گم ہو گئے تھے۔ ناگ اکیلا سڑک کے کنارے کھڑا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باغ کا تہہ خانہ

ناگ وہاں سے شاہی محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شاہی محل میں کئی جگہوں پر آگ لگی ہوئی تھی۔ لوگ تلواریں نیزے لیے بازاروں میں شور مچاتے سرکاری افسروں اور شاہی فوج کے سپاہیوں کو ڈھونڈتے پھر رہے تھے۔ ناگ کو کسی نے کچھ نہ کہا، کیونکہ اس کا رنگ سانولا تھا اور وہ مصری نوجوان لگتا تھا جو پیرس میں آ کر اس زمانے میں بھی محنت مزدوری کیا کرتے تھے۔ ناگ کو عنبر کی تلاش تھی۔ اسے ماریا کی بھی خوشبو کہیں نہیں آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ عنبر ماریا اسی شہر میں ہیں اور وہ بھی اسے تلاش کر رہے ہوں گے۔ ناگ شاہی محل کے پیچھے بڑے باغ میں آ گیا۔ یہاں باغیوں نے توپیں لگا رکھی تھیں جو کل سارا دن شاہی محل کی دیواروں پر گولے پھینکتی رہی تھیں اور محل پر قبضے کے بعد اب خاموش ہو گئی تھیں۔

اس باغ میں بڑے گھنے درخت تھے۔ ناگ اس باغ

میں عنبر ماریا کو تلاش کرتا شہر کے اندر آ گیا۔ یہاں بازاروں اور گلیوں میں عام لوگ لوٹ مار کا سامان اپنے اپنے گھروں کو لیے جا رہے تھے۔ باغی جگہ جگہ خوشی سے ناچ رہے تھے۔

ایک آدمی نے ناگ کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی ڈانس میں شامل کر لیا۔ ناگ بھی اس کے ساتھ خوشی سے ناچنے لگا۔ جب وہ لوگ تھک گئے تو لوٹ مار کرنے ایک بار پھر بازاروں کی طرف روانہ ہو گئے۔ ناگ ایک گلی میں آ گیا۔ اس گلی میں ایک مکان کے باہر لکھا تھا، "سرائے"۔ ناگ نے سوچا کہ یہ سرائے ابھی تک محفوظ ہے۔ کیوں نہ وہ اس وقت تک اسی سرائے میں رک جائے جب تک کہ اسے عنبر اور ماریا نہیں ملتے۔ وہ سرائے کی ڈیوڑھی میں آیا۔ یہاں ایک بلی ایسی آنکھوں والی دبلی پتلی بوڑھی فرانسیسی عورت بیٹھی سویٹر بن رہی تھی۔ ناگ نے فرانسیسی زبان میں اسے کہا کہ وہ سرائے میں ٹھہرنا چاہتا ہے۔

عورت نے کہا:

"تمہارا نام کیا ہے۔ تم کون ہو؟"

ناگ نے کہا:

"میرا نام ناگ ہے۔ میں مصر کا رہنے والا ہوں۔ یہاں اپنے بہن بھائی کی تلاش میں آیا ہوں۔"

عورت نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"میں ایک پونڈ روزانہ لوں گی — کیا تمہارے پاس اتنی رقم ہے؟"

ناگ کے پاس بھلا دولت کی کیا کمی تھی — وہ جس وقت اور جہاں چاہے، زمین کے کسی بھی خزانے سے سونا اشرفیاں اور ہیرے موتی حاصل کر سکتا تھا۔ اس وقت بھی ناگ کی جیب میں سونے کی چھوٹی سی ڈلی تھی۔ اس نے وہ ڈلی نکال کر عورت کے ہاتھ پر رکھ دی —

"اس وقت میرے پاس تو یہی کچھ ہے"

سونا لے کر عورت بڑی خوش ہوئی — اس نے ناگ کو ایک کوٹھری دے دی اور اس میں بستر لگا دیا — ناگ اس جگہ رہ کر اطمینان سے عنبر ماریا کی تلاش میں نکلنا چاہتا تھا — وہ سارا دن شہر کی سڑکوں پر عنبر ماریا کی تلاش میں پھرتا رہتا اور رات کو اپنی کوٹھری میں پڑ کر سو رہتا — سونا کیا تھا اُسے بس کچھ جاگتا اور کچھ سوتا رہتا —

اب ذرا عنبر اور ماریا کا بھی پتا کرتے ہیں —

جس روز شہر میں انقلاب کا شعلہ بھڑکا اور لوگ سرائے کو بھی آگ لگا گئے تو عنبر نے ماریا کو بھی ساتھ لیا اور وہاں سے نکل کر شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آ گئے — یہی ایک سب سے بڑی سڑک تھی جو شہر کے اندر اور باہر جاتی تھی — اس سڑک

پر باغیوں نے چوکی قائم کر رکھی تھی — جہاں آنے جانے والوں کی چیکنگ ہوتی تھی — شہر سے جو گھوڑا گاڑی باہر جاتی اس کی تلاشی لی جاتی — باغی بندوقیں اٹھائے دندناتے پھر رہے تھے۔ اگر گاڑی میں شاہی خاندان کا کوئی آدمی یا عورت ہوتی تو اسے وہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا جاتا — باہر سے بھی جو لوگ شہر میں داخل ہوتے — ان کی بھی تلاشی لی جاتی۔

عنبر نے ماریا سے کہا، ہم اسی جگہ کہیں ڈیرا ڈال دیتے ہیں تاکہ ناگ اگر شہر سے باہر نکلے یا اندر داخل ہو تو اس سے ملاقات ہو سکے — وہ شہر کے دروازے سے باہر نکلنے لگے تو باغیوں نے عنبر کو روک لیا — ماریا کو تو وہ دیکھ ہی نہیں سکتے تھے — عنبر کی تلاشی لی گئی — اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ چند ایک سکے تھے جو باغیوں نے آپس میں بانٹ لیے اور عنبر کو باہر جانے کی اجازت دے دی۔ عنبر دروازے سے نکل کر بڑی سڑک پر ذرا فاصلے پر آ گیا —

"ماریا، میرے ساتھ ہو نا؟"

"ہاں عنبر بھائی"

"پھر تمہارا کیا خیال ہے؟"

ماریا نے کہا:

"بڑا اچھا خیال ہے، ہم اسی جگہ کہیں رک جاتے ہیں، مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہاں کھلی جگہ میں کہاں بیٹھیں گے ؟"

عنبر نے درختوں میں ایک مکان دیکھا جو سڑک سے چند قدم ہٹ کر بنا ہوا تھا اور بالکل خالی تھا — بغاوت کے بعد لوگ ڈر کے مارے اپنے مکان خالی چھوڑ کر بھاگ گئے تھے ۔

" میرا خیال ہے، یہ مکان ٹھیک رہے گا ۔"

وہ اس مکان میں آ گئے — یہ ایک منزل کا مکان تھا۔ تین کمرے اور باورچی خانہ باتھ روم تھا — دو بستر لگے تھے۔ کھانے پینے کا سامان بھی تھا — عنبر نے کہا :

" چلو ماریا، پہلے تم کافی کی ایک پیالی تو بنا کر دو۔"

ماریا نے کہا :

"کافی کی ضرورت مجھے بھی محسوس ہو رہی ہے — کم بخت ان لوگوں نے تو شہر کو تباہ و برباد کر دیا ہے ۔ جگہ جگہ آگ لگا رکھی ہے اور لوگوں کو ذرا ذرا سے شک پر قتل کر رہے ہیں۔"

عنبر نے کہا :

" کمال کی بات تو یہ ہے کہ ہم واپسی کا سفر کر رہے ہیں اور جو انقلاب ایک بار تاریخ میں ہو چکا ہے، اسے پھر سے دیکھ رہے ہیں ۔ جو لوگ پہلے مر چکے ہیں، ان کو ایک بار پھر مرتے دیکھ رہے ہیں ۔"

ماریا کہنے لگی :

" اگر ہم کسی کو بتائیں کہ وہ ایک بار پہلے بھی مر چکے ہیں اور اب دوبارا مر رہے ہیں تو وہ ہرگز یقین نہیں کرے گا۔"

ماریا نے کافی بنا کر ایک پیالی عنبر کو دی اور دوسری پیالی خود لے کر سامنے بیٹھ گئی — وہ اسی طرح کی باتیں کرتے رہے، پھر ناگ کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ وہ عبداللہ اور زبیدہ کو لے کر نکل گیا ہوگا یا پھر انہیں کسی جہاز میں بٹھانے کی کوشش کر رہا ہوگا۔ عنبر نے کہا :

" بہرحال وہ واپس اسی شہر میں آئے گا، کیونکہ اسے معلوم ہے کہ ہم اسی جگہ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا :

" تمہیں بار بار شہر میں داخل ہوتا دیکھ کر یہ باغی شک کریں گے — اس لیے تم مکان میں ٹھہرا کرنا — میں روز صبح و شام شہر میں جا کر دیکھ آیا کروں گی ۔"

" ٹھیک ہے، اور میں ادھر سڑک پر نگاہ رکھوں گا۔ اگر ناگ ادھر سے شہر میں داخل ہوا تو اسے لے آؤں گا۔"

دن بھر ماریا شہر کی سڑکوں بازاروں میں چل پھر کر ناگ کو تلاش کرتی اور شام کو واپس شہر سے باہر مکان میں عنبر کے پاس آ جاتی — ادھر ناگ بھی ماریا عنبر کو تلاش کر رہا تھا۔ مگر شہر میں اتنے ہنگامے اور توڑ پھوڑ ہو رہی تھی کہ کسی کو

تلاش کرنا بہت مشکل تھا —

اس رات کو ایک عجیب واقعہ ہوا — ماریا شہر میں ناگ کو تلاش کرتے رہنے کے بعد واپس آگئی تھی — رات ہو چکی تھی — عنبر سونے کی تیاریاں کر رہا تھا — ماریا بھی اپنے کمرے میں جاکر اپنے بستر پر لیٹ گئی — عنبر کچھ دیر کھڑکی میں بیٹھا باہر شہر کو جاتی سڑک کو دیکھتا رہا جہاں اندھیری رات میں خاموشی چھائی تھی — صبح ہی سے بادل آرہے تھے — رات گیارہ بجے بارش شروع ہوگئی — سردی بڑھ گئی۔ گرج چمک بھی ہونے لگی تھی — ماریا نے اپنے کمرے کا دروازہ کھول کر عنبر سے کہا :

"میرا دل چاہتا ہے کہ ناگ بھیا کو ایک بار پھر شہر میں جاکر دیکھوں ۔"

عنبر نے کہا :

"بارش میں کہاں جاؤگی اتنی رات گئے — ایسی کیا بات یاد آگئی ہے ؟"

"کچھ نہیں، لگتا ہے، وہ اسی شہر میں ہے ۔"

"اسی شہر میں ہے تو پھر ضرور کہیں نہ کہیں مل جائے گا۔ صبح میں خود جاؤں گا اس کی تلاش میں تمہارے ساتھ۔ اب جاکر آرام کرو۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم مجھے ہی آرام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آنے دو ۔"

"اچھا بابا جاتی ہوں۔ تم تو میرے پیچھے ہی پڑ جاتے ہو ۔"

ماریا دروازہ بند کرتے ہی لگی تھی کہ بادلوں کی گرج بجلی کی چمک اور موسلا دھار بارش میں دروازے پر کسی نے آہستہ سے دستک دی :

"یہ کون ہو سکتا ہے ؟" عنبر نے بستر سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہیں ناگ بھیا نہ ہو ۔"

ماریا نے کہا اور دونوں مکان کے دروازے پر آگئے۔ دروازہ کھولا تو بجلی زور سے چمکی — اس کی چمک میں ان کے سامنے ایک درمیانی عمر کی گورے رنگ والی خوش شکل عورت پریشان کھڑی تھی —

"مجھے اندر آنے دیں — میں سخت مشکل میں ہوں ۔"

عنبر نے کہا :

"آجائیں محترمہ ۔"

وہ عورت جلدی سے اندر آگئی اور بولی :

"دروازہ بند کرکے مجھے کہیں چھپا دیں — جلدی کیجیے وہ لوگ میرا سر کاٹنے آرہے ہیں۔ وہ پہنچنے ہی والے ہوں گے ۔"

میں نے ماریا سے کچھ نہ کہا — مجھے معلوم تھا کہ وہ بھی میرے پاس ہی کھڑی ہے — میں نے اس عورت کو ساتھ لیا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اسے ماریا کے کمرے میں چھپا دیا۔ باہر آ کر میں نے ماریا
سے کہا :

"یہ عورت کسی اونچے خاندان کی عورت لگتی ہے ۔میرا
خیال ہے ضرور یہ شاہی خاندان کی عورت ہے اور باغیوں سے
جان بچا کر کسی طرح نکل آئی ہے اور وہ لوگ اس کے پیچھے
لگے ہوئے ہیں ۔"

ماریا نے کہا :

"اگر وہ یہاں آگئے تو تم کیا کرو گے ۔ وہ تو مکان کی
تلاشی لے کر عورت کو پکڑ کر لے جائیں گے ۔"

عنبر بولا :

"آخر تم یہاں کس لیے ہو اور میں نے خاتون کو تمہارے
کمرے میں یوں ہی تو نہیں چھپایا ۔"

ماریا بولی :

"میں کیا کروں گی ؟"

عنبر نے کہا :

"بس وہی کرنا جو اس قسم کے موقعوں پر تم عام طور پر
کیا کرتی ہو ۔"

اتنے میں دروازہ زور سے دھڑ دھڑایا گیا اور پھر دھڑاکے
سے کھل گیا اور چار آدمی جو شکل صورت سے ہی غنڈے لگ

رہے تھے ۔ بندوقیں اٹھائے اندر آ گئے ۔ انہوں نے عنبر
کو لالٹین کی روشنی میں سر سے پاؤں تک دیکھا ۔ ان سب کے
چمڑے کے جیکٹ بارش میں بھیگ رہے تھے ۔ وہ حکومت
کے باغی تھے جنہوں نے حکومت کا تختہ الٹ کر قبضہ کر لیا
تھا ۔ عنبر نے بڑی نرمی سے پوچھا :

"جناب آپ کو کس کی تلاش ہے ؟"

ایک باغی غنڈے نے کہا :

"اسی کی تلاش ہے جس کو تم نے اندر چھپا لیا ہے ۔"

عنبر بولا :

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب ، میں کچھ سمجھا نہیں ۔"

دوسرا غنڈا بندوق آگے کر کے بولا :

"ابھی سمجھائے دیتے ہیں تمہیں ۔"

پھر اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا :

"اندر جا کر اس عورت کو باہر کھینچ کر لاؤ اور اسے
بھی پکڑ کر لے چلو ۔ اس نے شاہی خاندان کی شہزادی کو
پناہ دی ہے ۔ اسے بھی قتل کر دیا جائے گا ۔"

دو غنڈوں نے عنبر کو پکڑ لیا اور ایک غنڈہ بندوق لے
کر ماریا کے کمرے میں داخل ہو گیا ۔ عنبر نے بلند آواز میں کہا :

"خبردار ماریا ۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

باغی غنڈے نے عنبر کو ایک مکّا مار کر کہا:

"تم نے کسی ماریا کو بھی اندر چھپا رکھا ہے کیا؟"

عنبر نے کہا:

"جی ہاں جناب"

"وہ کون ہے؟" غنڈے نے گرجدار آواز میں پوچھا۔

عنبر نے آہستہ سے کہا:

"ابھی پتا چل جائے گا جناب"

"تم کیوں نہیں بتاتے کہ ماریا کون ہے؟"

عنبر مسکرا کر بولا:

"جناب ماریا اپنا تعارف خود ہی کرایا کرتی ہے"

اس کے ساتھ ہی دوسرے کمرے سے غنڈے کی آواز آئی —

"شہزادی اندر ہی ہے"

باہر سے غنڈے نے چلّا کر کہا:

"اسے بالوں سے پکڑ کر باہر گھسیٹ لاؤ"

لیکن اس کے ساتھ ہی جو باغی اندر گیا تھا اس کی ایک چیخ بلند ہوئی اور پھر کسی نے اس کی لاش باہر پھینک دی اور کمرے کا دروازہ بند کر دیا — باہر والے باغی تو غصے سے پاگل ہو گئے — ان کے ساتھی کی لاش ان کے سامنے پڑی تھی۔

جس کے سر کی کھوپڑی ماریا کے ایک ہی مکّے سے پاش پاش ہو چکی تھی — عنبر نے کہا:

"ماریا اسی طرح تعارف کرواتی ہے جناب"

باغی دروازہ توڑ کر اندر گئے ہی تھے کہ اندر سے ماریا نے فائرنگ شروع کر دی — دو باغی وہیں دروازے پر ہی ڈھیر ہو گئے — ان کا لیڈر اچھل کر باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں بندوق تھی — اس نے عنبر پر فائر کر دیا۔ بھلا عنبر کو کیا ہو سکتا تھا — وہ باغی کی طرف بڑھا اور بولا:

"جناب یہ بندوق آپ مجھے عنایت کر دیں تاکہ میں اس کی جو ایک گولی بچی ہے، وہ آپ پر چلاؤں"

باغی لیڈر پریشان ہو گیا تھا — اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے اور یہ آدمی انسان ہے کہ کوئی جن ہے — اس نے دوسری گولی بھی عنبر پر فائر کر دی۔ اس گولی نے بھی عنبر کا کچھ نہ بگاڑا — اندر سے ماریا بھی باہر آ گئی تھی۔ ماریا نے کہا:

"عنبر، اس کو میں قتل کروں گی — یہ میرا شکار ہے۔ خدا جانے اس نے کتنے بے گناہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے"

ماریا کی غیبی آواز سن کر باغی غنڈہ اور زیادہ بوکھلا گیا — گھبرا کر بندوق وہیں پھینک باہر کو چھلانگ لگا کر ایسا بھاگا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا — اتنے میں وہ عورت بھی کمرے سے باہر نکل آئی — وہ خود بڑی حیران تھی کہ یہ سب کچھ کیسے ہو گیا۔ ماریا عنبر کے پاس کھڑی تھی، مگر وہ عورت جو کہ شاہی خاندان کی شہزادی تھی اور جس کی عمر پچاس سال کے قریب تھی، ماریا کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ عنبر نے کہا:

"محترمہ، یہ معلوم ہو چکا ہے کہ آپ فرانس کے شاہی خاندان کی شہزادی ہیں — آپ حیران ہیں کہ میں نے ان باغیوں کو کیسے مار بھگایا — میں یہ آپ کو بتا دوں گا — لیکن پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کے لیے ہم کیا کر سکتے ہیں؟"

عورت کا چہرہ بے حد غمگین تھا۔ اس نے کہا:

"میرے بیٹے میں فرانس کے بادشاہ کی سب سے بڑی سوتیلی بیٹی ہوں — میں شہزادی ہوں — باغیوں نے ہمارے محل پر قبضہ کیا تو مجھے میرا بیٹا چارلس جس کی عمر انیس سال ہے لے کر بھاگا۔ مگر اسے باغیوں نے پکڑ لیا — میں جان بچا کر نکل آئی ہوں، لیکن میرا بیٹا چارلس باغیوں کی قید میں ہے۔ وہ اسے ضرور قتل کر دیں گے — خدا کے لیے کسی طرح اسے بچا لو۔ وہی میری زندگی کا سہارا ہے — اگر وہ زندہ نہ بچا تو میں بھی زندہ نہ رہوں گی — کیا تم اسے قید سے نکال سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں کوشش کروں گا شہزادی صاحبہ۔"

شہزادی نے آنسو بھر کر کہا:

"نہیں، تم ایسا نہیں کر سکو گے — تم اس قلعے کو نہیں جانتے جہاں انہوں نے قتل ہونے والے شاہی قیدیوں کو رکھا ہے وہاں کوئی بھی نہیں جا سکتا — وہ لوگ ہر روز دوپہر کو وہاں سے بدنصیب قیدی چھکڑے میں بھر کر لاتے ہیں — اور گلا کاٹنے والی مشین گلوٹین میں ڈال کر ان کی گردنیں الگ کر دیتے ہیں۔"

پھر وہ زار و قطار رونے لگی:

"میرا چارلس اب مجھے کبھی نہیں ملے گا — وہ زندہ نہیں بچے گا — میں بھی خودکشی کر لوں گی۔"

عنبر نے شہزادی کو حوصلہ دیتے ہوئے کہا:

"خدا پر بھروسہ رکھیں شہزادی صاحبہ، ہم کوشش کریں گے۔ ضرور کوشش کریں گے۔"

"ہم سے تمہاری کیا مراد ہے؟" شہزادی نے پوچھا۔

عنبر نے کہا:

"میرے ساتھ میری بہن بھی ہے جس کو آپ نہیں دیکھ سکتیں — وہ اصل میں میری بہن کی روح ہے، آپ یہی سمجھ لیں۔ اور وعدہ کریں کہ آپ اس سے زیادہ کچھ نہیں پوچھیں گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شہزادی عنبر کا منہ تک رہی تھی۔ اس نے ایک ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

"بیٹا، میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گی۔ کاش تم میرے بچے کو ان ظالم باغیوں کے پنجے سے نجات دلا سکو۔ ہائے میرا پیارا چارلس کس حال میں ہوگا۔ اس نے کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں۔"

یہ کہہ کر شہزادی نے پھر رونا شروع کر دیا۔ عنبر نے ماریا سے کہا:

"ماریا بہن، شہزادی صاحبہ کو تم ہی سمجھاؤ۔"

ماریا نے کہا:

"شہزادی صاحبہ! پریشان ہونے سے کچھ نہیں ہوگا۔ خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ ہم آپ کے بیٹے تک اگر پہنچ گئے تو پھر اسے ہر حالت میں لے کر آپ کے پاس آ جائیں گے۔"

شہزادی اس طرف دیکھ رہی تھی جدھر سے ماریا کی آواز آ رہی تھی۔ اس قسم کی جادوگری اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔ اسے بڑی تسلی ہوگئی کہ ایک روح بھی اس کے ساتھ ہے اب اس کا بیٹا ضرور واپس آئے گا۔ شہزادی دل میں خدا سے دعائیں مانگنے لگی کہ اس روح کے پہنچنے تک خدا وند کریم چارلس

کو زندہ پائندہ رکھے۔ عنبر نے کہا:

"دیکھئے، میری بہن کی روح بھی آپ کو ہمت کرنے کے لیے کہہ رہی ہے۔ اب آپ حوصلے سے کام لیں۔"

ماریا نے کہا:

"ہمیں شہزادی کو یہاں سے نکال کر کسی دوسری جگہ رکھنا ہوگا۔ باغی لیڈر نے ٹھکانہ دیکھ لیا ہے اور اس کے تین ساتھیوں کو ہم نے ہلاک بھی کر دیا ہے، وہ ضرور انتقام لینے واپس آئے گا۔"

عنبر نے کہا:

"یہاں سے نکل کر کہاں جائیں۔ شہر میں تو ہر طرف بلوے ہو رہے ہیں۔ باغی شہزادی کو پہچان کر ہلاک کر ڈالیں گے۔ جب دور سے ان پر گولی چلائی گئی۔ تو ہم کیا کر لیں گے ان کا۔"

"یہ تو ٹھیک ہے مگر سوال یہ ہے کہ ہم یہاں سے نکل کر کہاں جا کر چھپیں؟ ہمیں اس سڑک کے قریب بھی رہنا ہے تاکہ ناگ کو بھی تلاش کرتے رہیں۔"

شہزادی نے پوچھا:

"یہ ناگ کون ہے؟"

عنبر نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہمارا ایک بھائی ہے۔"

شہزادی کو کچھ حوصلہ ہو گیا تھا۔ اس نے کہا:

"اسی سڑک کے کنارے آگے جا کر ایک شاہی باغ ہے باغ کی ڈیوڑھی کے نیچے میرے باپ شاہ فرانس نے بغاوت ہو جانے کے بعد چھپنے کے لیے ایک خفیہ تہہ خانہ بنایا ہوا ہے۔ ہم وہاں جا کر چھپ سکتے ہیں۔"

"بالکل ٹھیک ہے۔ بارش تھمے تو ہم وہاں چلے جاتے ہیں۔"

ماریا نے کہا:

"ہمیں بارش تھمنے کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔"

"تو پھر اللہ کا نام لے کر نکل چلو۔"

عنبر نے یہ کہا اور شہزادی کو ساتھ لے کر مکان کے باہر آ گیا۔ بارش ہلکی ہو گئی تھی۔ شہر کی فصیل کے اوپر مشعلیں روشن تھیں اور کہیں کہیں سے بندوقوں کے فائر کی آوازیں آ رہی تھیں۔ عنبر آگے، شہزادی پیچھے اور اس کے پیچھے ماریا۔ یہ تینوں نکل کر سڑک پر آ گئے۔ سڑک پر اندھیرا تھا۔ اس زمانے میں سڑک پر لیمپ روشن نہیں ہوا کرتے تھے۔ شہزادی سڑک پر جا کر آگے ہو گئی۔ ایک فرلانگ چلنے کے بعد سڑک کے بائیں جانب ایک باغ کا دروازہ آ گیا۔ اس دروازے کے اندر ایک ڈیوڑھی بنی ہوئی تھی جس میں سے گزر

کر باغ کا راستہ آ جاتا تھا۔ شہزادی، عنبر اور ماریا کو ساتھ لے کر ڈیوڑھی کے ایک خفیہ دروازے کے پاس آ گئی۔ یہ دروازہ ایک دیوار کی طرح تھا۔ شہزادی نے دیوار پر ایک طرف چار بار ہاتھ مارا تو دیوار آہستہ آہستہ پیچھے کو ہٹ گئی اور نیچے سیڑھیاں نکل آئیں۔

"میرے ساتھ آئیں۔"

شہزادی پہلے نیچے اتری۔ اس کے پیچھے ماریا اور عنبر بھی سیڑھیاں اترنے لگے۔ دیوار دوبارہ بند ہو گئی تھی۔ سیڑھیوں کے نیچے جا کر ایک چوکور کوٹھری بنی ہوئی تھی جہاں قالین بچھا تھا۔ چبوترے پر شمعدان پڑا تھا۔ پاس ہی آگ جلانے والے پتھر رکھے تھے۔ چھت میں ایک خفیہ سوراخ بنا تھا جس میں سے تازہ ہوا اندر آ رہی تھی۔ شہزادی نے شمع روشن کر دی۔ کوٹھری میں روشنی ہو گئی۔ دیواروں پر سرخ پردے پڑے تھے۔ قالین پر دیوار کے ساتھ نرم نرم گدوں والے سرخ صوفے لگے تھے۔ عنبر نے کہا:

"لگتا ہے، یہ بادشاہ نے اپنے لیے پناہ گاہ بنائی ہوگی۔"

شہزادی نے کہا:

"ہاں، پاپا نے یہ تہہ خانہ اپنے لیے بنوا رکھا تھا۔ مگر جب انقلاب آیا تو اسے چھپنے کا موقع نہ ملا تو باغیوں نے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

انہیں شاہی محل میں ہی قتل کر دیا۔"

یہ کہہ کر شہزادی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ماریا نے کہا:

"یہاں ہم کھانے پینے کا سامان لا کر رکھ لیں گے اور میں باہر جا کر ناگ کو بھی دیکھ آیا کروں گی۔ اب شہزادی صاحبہ کو آرام کرنا چاہیے۔"

عنبر، شہزادی اور ماریا قالین پر الگ الگ جگہ بنا کر لیٹ گئے۔ وہ سخت تھکے ہوئے تھے۔ لیٹنے کے تھوڑی دیر بعد ہی گہری نیند میں کھو گئے۔

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں

طوفانی رات گزر گئی۔

اگلے روز بارش کا طوفان رک گیا تھا، مگر آسمان پر بادل ہی بادل تھے۔ شہر میں ابھی تک باغی لوگ لوٹ مار کر رہے تھے۔ شاہی محل پر لوگوں نے قبضہ کر رکھا تھا۔ وہاں عدالت لگی تھی۔ ججوں کی جگہ ریڑھی والے، موچی، پیرس کے نانبائی اور دوسرے غنڈے بیٹھے تھے۔ وہ بھنے ہوئے مرغے کھا رہے تھے۔ اہل کار سرکاری افسروں اور شاہی محل کے درباریوں کو پکڑ کر پیش کرتے اور پوچھتے:

"کیا حکم ہے حضورِ انور؟"

اور کوئی نہ کوئی ریڑھی والا یا نانبائی پکار اٹھتا:

"گردن کاٹ دو۔"

اور بدنصیب انسان کو قلعے میں پہنچا دیا جاتا۔ جہاں اسی روز گلوٹین میں ڈال کر اس کی گردن کاٹ دی جاتی۔ یہی وجہ تھی کہ شہزادی بہت پریشان تھی اور اپنے بیٹے چارلس کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد کرکے اس کی آنکھوں میں بار بار آنسو آجاتے تھے۔ عنبر نے ماریا سے کہا:

ماریا بہن، تم پہلے قلعے میں جاؤ اور جا کر یہ معلوم کرو کہ شہزادہ چارلس کس جگہ پر قید ہے اور وہاں ہے بھی کہ نہیں۔"

ماریا نے پوچھا:

"میں اُسے کس طرح پہچانوں گی؟"

شہزادی نے کہا:

"وہ خوب صورت نوجوان ہے — چھوٹی چھوٹی مونچھیں ہیں۔ اور آنکھیں نیلی ہیں — تم اسے پہچان لوگی — اور ہاں، یہ میری انگوٹھی بھی ساتھ لیتی جاؤ۔ میرا بیٹا اسے پہچان لے گا۔"

ماریا نے شاہی انگوٹھی لی اور وہاں سے رخصت ہوکر تہ خانے سے باہر نکل آئی — دن کافی نکل آیا تھا۔ آسمان پر بادلوں کی تہہ جمی ہوئی تھی — سڑکیں اور درخت رات کی بارش اور طوفان سے بھیگے ہوئے تھے — کئی جگہوں پر درخت گرے بھی ہوئے تھے — ماریا باغ کی ڈیوڑھی سے نکل کر شہر کے دروازے کی طرف چل پڑی — شہر کے دروازے پر باغی بندوقیں اٹھائے ہر آنے جانے والے کی تلاشی لے رہے تھے مگر ماریا کی تلاشی نہیں لے سکتے تھے — ماریا ان کے درمیان سے ہو کر نکل گئی۔ شہر میں لوٹ مار جاری تھی۔ جس کا جی چاہتا تھا کسی دکان میں

بھوانی پرکاش کو نئے کالی ماتا کے ایک مندر میں بلیدان دیئے جا رہا تھا۔ جو شہر سے دور ایک ویرانے میں آباد تھا۔ اس رات میں خدا جانے انسانوں نے کتنے ہی گناہ کر ڈالے تھے۔ اور کتنے ہی گناہوں کی تیاری میں مصروف تھے۔ جن کو درج کرتے کرتے فرشتوں کی قلموں کی سیاہیاں بھی ختم ہو گئی تھیں۔ مگر گناہوں کا حساب ابھی جاری تھا۔ خدا کا قہر بجلیوں کی صورت گرج اور چمک رہا تھا۔ ہواؤں نے بھی قہر میں آکر طوفان کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اور پھر موسلا دھار بارش شروع ہو گئی جس سے بچنے کے لیے بھوانی نے تیزی سے بھاگتا ہوا مندر میں داخل ہو گیا۔

اتفاق کی بات ہے اسی راستے سے عنبر اور ناگ بھی بھونی نثار شاہ سے مل کر آرہے تھے۔ انہیں یاد آ گیا تھا کہ نارائن راؤ پنڈت بھی جادو وغیرہ سے واقف ہے۔ ایسا نہ ہو وہ پہلی ہی نظر میں ان دونوں کو پہچان لے۔

شاہ جی نے ان کی سکیم سے اتفاق کیا تھا اور ایک ایسا عمل پڑھ کر ان پر پھونک دیا تھا کہ صاحب بصیرت بھی ان کی اصلیت سے واقف نہ ہوسکیں اور اب وہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں اسی حویلی سے ہندوانہ لباس لباس میں میاں بیوی بنے چلے آ رہے تھے۔ کہ راستے میں موسلا دھار بارش نے انہیں گھیر لیا وہ پناہ گاہ کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑا رہے تھے کہ انہیں وہی کالی ماتا کا مندر قریب ہی نظر آ گیا۔ جہاں بھوانی پرکاش کو کالی ماتا کے چرنوں میں بلیدان دینے کے لئے لے گیا تھا۔

دونوں بھاگتے ہوئے مندر میں داخل ہو گئے۔ جہاں ہر سو تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ لیکن دور ایک کمرے سے روشنی دکھائی دے رہی تھی۔

عنبر نے ناگ سے کہا یہ بارش تو لمبی ہوتی نظر آ رہی ہے۔ وہ روشنی اس کمرے میں ہو رہی ہے ضرور وہاں کوئی پنڈت وغیرہ ہی ہو گا۔ آؤ ذرا گپ شپ ہی ہو جائے شاید کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے، جس سے ہمیں اس مہم میں فائدہ پہنچ جائے۔

ناگ نے کہا جو عورت کے روپ میں تھا۔ یہ بالکل ٹھیک ہے دونوں دبے پاؤں چلتے ہوئے اس کمرے کی سمت چلے گئے۔

اس کمرے میں بھوانی ایک چراغ جلائے اور بیہوش پرکاش کو کالی ماتا کے چرنوں میں لٹائے کوئی جاپ کرنے

وف تھا پاس ہی تیز اور چمک دار چھری پڑی تھی۔
عنبر اور ناگ نے اندر جھانکا اور چونک پڑے۔
اگ نے عنبر کے کان میں سرگوشی کی یہاں تو کوئی
ال عمل ہو رہا ہے۔
عنبر نے کہا کتنا خوب صورت بچہ ہے جسے یہ ظالم
ا کرنے کے لئے اس کی ماں کی گود اجاڑ آیا ہے
اگ نے کہا بھائی عنبر کہیں یہ وہی بچہ تو نہیں جو ہمارے
الو والے کمرے سے اغواء ہوا ہے وہ بھی چھ سات
ال کی عمر کا بتاتے ہیں۔
عنبر نے جواب دیا ہو سکتا ہے اور پھر اگر وہ نہ بھی
ا تو بھی کسی کے گھر کا چراغ ہے کسی ماں کے جگر کا ٹکڑا
اسے ضرور بچانا چاہیئے۔
اگ نے کہا تم یہیں انتظار کرو میں اسے ابھی ڈس کر
ر دوں گا۔
عنبر نے کہا ٹھیک ہے
اگ اسی وقت سانپ بن گیا اور رینگتا ہوا اندر
ل ہو گیا۔
بھوانی آنکھیں بند کئے جاپ میں معروف تھا جوں ہی
ف اس کے قریب پہنچا کسی غیبی طاقت نے اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھا کر دور پھینک دیا۔

عنبر سمجھ گیا اس نے اپنے گرد جادو کا حصار بنا رکھا ہے جسے وہ نظر انداز کر گئے تھے۔

عنبر نے سوچا جب تک یہ جادو کے حصار میں ہے اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

دوسری طرف ناگ بھی پریشان ہو گیا وہ اس زور سے گرا تھا کہ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹتے ٹوٹتے بچی تھی۔

عنبر نے سوچا اس کے حصار سے باہر نکل آنے کا انتظار کرنا ہو گا اور یہی بات ناگ نے بھی سوچی تھی لہذا وہ ایک کونے میں چپ چاپ جا بیٹھا تھا۔

جوں ہی بھوانی نے جاپ ختم کیا اور حصار سے باہر آیا ناگ نے اسے بڑھ کے کاٹ لیا۔

بھوانی نے مسکرا کر اس کی طرف دیکھا اور قہقہہ لگاتے ہوئے کہا ناگ دیوتا تمہارا زہر تو میرے جسم میں اتنا موجود ہے کہ اگر میں تمہیں کاٹ لوں تو مر جاؤ اور تم جیسے موٹے اور صحت مند سانپ میری پسندیدہ غذا ہے۔

اس نے ناگ کو گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا

عنبر کا جسم کانپ کر رہ گیا اب کچھ کر گزرنے کا وقت تھا اگر اس کم بخت نے ناگ کو کھانا شروع کر دیا تو کیا ہو گا۔

بھوانی للچاتی نظروں سے ناگ کو پکڑے دیکھ رہا تھا اور اس کی پیٹھ عنبر کی طرف تھی۔

بھوانی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کالی ماتا کی جے ہو تو نے کتنا سوادی ناگ میرے بھوجن کو بھیج دیا ہے مزا آ جائے گا کھانے کا۔

عنبر آہستہ آہستہ اندر داخل ہو گیا اور اس نے زمین پر پڑی چھری اٹھا لی اور بھوانی کی پشت میں جسم سے پار کر دی بھوانی نے ایک چیخ ماری اور ناگ اس کے ہاتھ سے گر پڑا اور وہ غصے سے عنبر کی طرف بڑھا۔ لیکن عنبر نے اسے کوئی منتر پڑھنے کی مہلت ہی نہ دی اور چھری نکال کر اسے پے در پے اس کے دل کے مقام پر وار کرنے شروع کر دیئے۔ گرم گرم خون کا فوارہ ——————

پرکاش پر پڑا تو وہ بیہوشی سے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھا اور ڈر کے مارے چیخنے لگا۔

ناگ نے فوراً انسان بن کر اسے تسلی دی اور پیار کر کے پوچھا

بیٹے تمہارا نام کیا ہے۔

لڑکے نے سہمے ہوئے کہا پرکاش

بھوانی کی لاش کالی ماتا کے چرنوں میں بلیدان ہوتی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑی تھی اور ابلتا ہوا خون کالی ماتا کے چرن دھو رہا تھا۔

عنبر نے کہا سب سے پہلے پرکاش کو اس کے ماں باپ کے پاس پہنچانا چاہیئے۔ کہیں اس کی ماں اس کے غم میں مر ہی نہ گئی ہو۔ یا وہ لوگ سرائے چھوڑ کر چلے گئے ہوں تو انہیں تلاش کرنے میں بڑی دشواری ہو گی۔

ناگ نے کہا ٹھیک ہے بارش تھم چکی تھی وہ دونوں بھوانی کی لاش کو وہیں چھوڑ کر باہر نکل آئے اتفاق سے انہیں ایک بیل گاڑی جاتی ہوئی مل گئی۔ اور وہ سوار ہو کر جلدی جلدی سرائے میں پہنچ گئے۔

پرکاش کی ماں نے رو رو کر اپنا بُرا حال کر لیا تھا اور ایسا ہی حال اس کے باپ کا تھا۔

عنبر اور ناگ پرکاش کو لے کر اس کے ماں باپ کے پاس آئے اور بیٹے کو ان کے حوالے کر دیا۔

دونوں ماتا کے مارے بیٹے سے لپٹ لپٹ کر رونے لگے۔ پرکاش نے کی ماں نے تو اپنا سر دونوں کے قدموں میں رکھ دیا۔

عنبر نے کہا نہیں بہن ایسا نہ کرو

پرکاش کی ماں نے کہا آپ لوگ بھگوان ہیں انسان نہیں

ناگ نے کہا نہیں یہ کفر ہے ہم مسلمان ہیں اور خدا کے گنہگار بندے ہیں۔ یہ اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس نیکی کرنے کی توفیق عطا فرماتی ہے۔

عنبر نے کہا کہ غفور الرحیم کا شکر بجا لاؤ۔ جس نے تمہارے بیٹے کو زندگی دی ہے۔

پرکاش کے باپ نے کہا کہ ہم ابھی مندر میں جا کر بھگوان کے چرنوں میں دیپ جلائیں گے۔ اور دان کریں گے۔

عنبر اور ناگ دونوں ہی وہاں سے روانہ ہوئے۔

دوسری طرف بھوانی کے مرتے ہی ماریا کے جسم میں پھر توانائی آ گئی۔ اور جادو کا اثر ختم ہو گیا وہ مندر سے نکل کر فوراً سرائے پہنچی۔ کہ ناگ اور عنبر کی خبر لے لیکن سرائے میں آ کر معلوم ہوا۔ کہ وہ پھر کہیں جا چکے ہیں وہ دیوار سے گزر کر اپنے کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کا جسم دکھ رہا تھا اور وہ بہت تھکن محسوس کر رہی تھی۔ کمرے میں آتے ہی وہ پلنگ پر لیٹ گئی اور عنبر اور ناگ کے متعلق سوچنے لگی۔ جو ہندو میاں بیوی کے بھیس میں کالی کے مندر میں داخل ہو رہے تھے۔

ہر طرف لوگ ناگ کو حسین عورت کے روپ میں اور حسد بھری نظروں سے عنبر کو دیکھ رہے تھے کہ کتنا خوش نصیب

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہے اتنی خوب صورت پتنی ہے اس کی۔ یہ خبر بڑے پجاری کے گرگوں کو بھی مل گئی۔ کہ ایک بہت خوب صورت عورت اپنے پتنی کے ساتھ گرو کے چرن چھونے آئی ہے انہوں نے فوراً ہاتھوں ہاتھ انہیں لیا اور پجاری جی کے پاس دونوں کو ایک خاص کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں وہ بگلہ بھگت بنے مالا جپ رہے تھے۔ اور چیلوں سے کہہ رہے تھے رام نام جپنا پرایا مال اپنا۔

ایک چیلے نے کہا گرو جی فکر نہ کریں اپنا ہی ہو گا چیلے دونوں ناگ اور عنبر کو لے کر پجاری جی کے پاس آئے۔ اور ان سے عرض کی

مہاراج یہ بے چارے بڑی دور سے درشن کرنے آئے ہیں۔ ان پر کرپا کریں۔

نارائن راؤ نے بڑی مکاری سے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہا چوبے جی آپ نے آج تک ہم سے کوئی بات نہیں ——— کہی آپ کو ہماری سیوا کرتے آٹھ برس ہو گئے ہیں ہم تو بھگوان کے چرنوں میں پڑے رہتے ہیں۔

عنبر نے ناگ اور ناگ نے عورت کے روپ میں عنبر کی طرف دیکھا اور دل ہی دل میں کہا بیٹا تجھے جلدی ہی بھگوان کے پاس بھجوا دیں گے فکر مت کر۔

مکار نارائن راؤ نے عنبر سے کہا

بالک! کوئی اچھا ہے تو بتا۔

عنبر نے بڑی عقیدت کے ساتھ کہا

مہاراج! آپ کے درشن کرنے تھے۔ ہماری شادی کو ایک ہفتہ ہی ہوا ہے آپ سے آشیرواد لینے چلے آئے ہیں۔

نارائن راؤ نے کہا

بالک! اتنی دور سے ہمارے درشن کرنے آئے ہو۔ دھنے ہو۔ اب کوئی اچھا ضرور بتاؤ۔ ہم تمہیں کچھ دیئے بغیر نہیں جانے دیں گے۔

ناگ جو عورت کے روپ میں تھا اس نے دل میں ہنستے ہوئے کہا

بیٹا ہم جانا بھی نہیں چاہتے۔

عنبر نے بڑی عقیدت سے کہا مہاراج جو چاہیں خوش ہو کر بخش دیں۔

نارائن راؤ نے کہا چوبے جی یہ دونوں ہمارے مہمان ہیں انہیں مہمان خانے میں ٹھہرایا جائے ہم رات کو ایک جاپ کریں گے اور وشنو بھگوان سے ان کے لئے ایسا پتر مانگ کر دیں گے۔ جس سے سارا دیش چمک اٹھے گا۔

جاؤ بالک! ہم اپنے سچے پجاریوں کو ہمیشہ خوش کر کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بھیجتے ہیں۔ آج رات مندر ہی میں رہو کل صبح جھولی بھر کر جانا۔

عنبر نے ہاتھ جوڑ کر کہا
کرپا ہے مہاراج کی۔

پھر دونوں نے چرن چھو لئے اور چوبے جی جو کوئی پہلوان نما تن و توش کا آدمی تھا۔ اور چھٹا ہوا بدمعاش معلوم ہوتا تھا کے ساتھ نارائن راؤ کے خاص مہمان خانے میں چلے گئے۔

دونوں کے جانے کے بعد نارائن راؤ نے بدری کو پکارا یہ بھی اس کا گرگا تھا اور ہدایت کی ذرا نظر رکھنا کہیں چلے ہی نہ جائیں اور بھوجن میں اس کاٹھ کے الو کے لئے بے ہوشی کی وہ دوا ملا دینا جس کا اثر اس وقت تک رہتا ہے جب تک کہ اس کے توڑ کی دوسری دوا نہ دی جائے اور سنو تہ خانے میں ان سب ناریوں سے کہہ دینا اس پری کو سولہ سنگھار کریں اور اسے یقین دلا دیں کہ یہ عزت جو اسے بخشی جا رہی ہے بڑے ہی فخر کی بات ہے۔ بدری نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا

مہاراج! فکر نہ کریں یہ تو روز مرہ کا کام ہے ہمارا۔ آپ کی سیوا کرتے دس سال بیت گئے ہیں۔

نارائن راؤ نے نخوت سے کہا ٹھیک ہے دھن دولت

سے جھولیاں بھی تو تم ہی بھر کرے جاتے ہو جاؤ اور سارا انتظام کرو۔

رات کو جب عنبر اور ناگ کے سامنے کھانا لایا گیا تو ناگ نے سونگھ کر ہی بتا دیا تھا کہ اس میں کوئی بیہوش کر دینے والی جڑی بوٹی ڈال دی گئی ہے اور عنبر نے کہا تھا فکر نہ کرو ہم بھی بے ہوش ہونے میں دیر نہیں کریں گے۔

دونوں نے قہقہہ لگایا۔

نوکر کھانا رکھ کر چلا گیا تھا دونوں نے کھانے کو کھڑکی سے باہر پھینک دیا اور جب چوبے واپس آیا تو کہہ دیا ہم نے کھانا کھا لیا ہے۔

چوبے بہت خوش ہوا اور نارائن راؤ کی تعریفیں کرنے لگا ایسا دھن وان اور گیان ہم نے عمر بھر نہیں دیکھا تم پر مہربان ہوا ہے ان کی سیوا کرنا پھر دیکھنا کیسا میٹھا میوہ ملتا ہے۔

عنبر نے کہا تم فکر نہ کرو چوبے جی سیوا تو ہم مہاراج کی ایسی کریں گے کہ وہ خوش ہو جائیں گے۔

چوبے نے ایک قہقہہ لگایا اور اس کے پیلے پیلے دانت نظر آنے لگے۔ جنہیں دیکھ کر ناگ اور عنبر کو ابکائی آگئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چوبے اسے بے ہوشی کی دوا کا اثر سمجھ کر خوش ہو گیا اور پھر کہا

تم آرام کرو میں چلا گرو کی سیوا میں۔

عنبر نے بے ہوشی کی اداکاری کرتے ہوئے کہا ہاں جاؤ سیوا میں ہی میوہ ہے چوبے جی!

چوبے خوشی خوشی گرو کو یہ خبر دینے چلا گیا۔

عنبر نے ناگ سے کہا لو بھی ہوشیار ہو جاؤ۔

ناگ نے کہا فکر ہی مت کرو میں اسے بھگوان کے پاس میں پہنچا کر ہی دم لوں گا۔ دونوں نے قہقہہ لگایا۔

نارائن راؤ اپنے کمرے میں تیار ہو رہا تھا۔ چوبے نے اس کے کپڑوں پر خوشبو وغیرہ لگائی نارائن راؤ نے اپنی مونچھوں پر تاؤ دیا اور کہا سب ٹھیک ہے نا۔

چوبے نے کہا لڑکی کو تہہ خانے میں بناؤ سنگھار کے لئے بھیج دیا گیا ہے۔ اس کا پتی اوپر بیہوش پڑا ہے جسے چادر سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔

لڑکی کو تہہ خانے میں دوسری جڑی بوٹی سے تیار کی ہوئی دوا تی پلا دی تھی سومترو کہہ رہی ہے کہ وہ ٹھیک ہے

نارائن راؤ نے قہقہہ لگایا اور کہا یہ سومتری بھی بڑے کام کی چیز ہے۔

چوبے نے ہاتھ جوڑ کر کہا بڑی مشکل سے منایا ہے مہاراج جب تک نرگس رہی پنجرے میں بند پنچھی کی طرح قید رہی رہی جب اسے یقین ہوا کہ پنجرہ ٹوٹے گا نہیں تو رام ہو گئی پھر نرگس سے سومتری بنا لینا تو آپ کے سیلوک کے بائیں ہاتھ کا کام ہے۔ سومتری کے علاوہ بھی ساری مسلیاں اپنا دھرم بدلنے پر تیار ہو گئی ہیں۔

نارائن راؤ نے چوبے کے پیٹ پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور تم لوگوں کی سیوا کرنے پر بھی۔

چوبے نے دبی دبی ہنسی سے کہا یہ سب مہاراج کی دین اور کرپا ہے۔

دوسری طرف عنبر نے بے ہوشی میں تہ خانے کا وہ دروازہ دیکھ لیا تھا۔ جو شیو جی کی ایک مورتی کو گھمانے سے کھلتا تھا اور جس راستے سے چوبے اور بدری بے ہوش ناگ کو لے کر گئے تھے۔

تہ خانے میں ناگ کا سنگھار ہو رہا تھا اور ناگ نے اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ یہ تمام رنگیلاں مسلمان لڑکیاں ہیں جو اس بات پر خوش نظر نہ آتی تھیں پھر ناگ نے آہستہ آہستہ باتوں باتوں میں یہ سب معلوم کر لیا کہ کس طرح یہ تمام لڑکیاں مظلوموں کی طرح یہاں زندگی بسر کر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہی ہیں جنہیں تبدیلی مذہب کے لئے بھی مجبور کیا جاتا ہے اور یہاں کی لڑکیوں نے جب سے وہ یہاں لائی گئی ہیں ۔ نے پھر دوبارہ آسمان نہیں دیکھا۔

ناگ نے تمام حالات ان سے معلوم کر لیا اور ان سے کہا فکر نہ کرو بہنوں آج ہی رات تم سب تیار ہو جاؤ ہم تمہیں یہاں سے رہائی دلوانے کے لئے آئے ہیں لڑکیاں خوش بھی تھیں اور رو بھی رہی تھی۔

انہوں نے ناگ سے کہا

بہن ! اب ہم یہاں سے آزاد ہو بھی جائیں تو کہاں جائیں گی ہمارے گھر والے ہمیں نہیں رکھیں گے معاشرہ ہمیں قبول نہیں کرے گا ایک چھوٹی قید سے رہا کر ہم بڑے قید خانے میں چلی جائیں گی یہاں دو وقت کی روٹی تو ملتی ہے باہر جا کر اس کے بھی لالے ہوں گے۔

ناگ نے ان کی دھارس بندھائی اور کہا فکر نہ کرو۔ تمہارے لئے عزت کی زندگی گزارنے کا سب بندوبست ہم کریں گے۔ جو لڑکیاں پڑھی لکھی ہیں ان کے لئے نوکری کا انتظام ہو جائے گا۔ جو ان پڑھ ہیں انہیں دست کاری وغیرہ کا کام سکھایا جائے گا۔ کسی کو محنت مزدوری کے کام پر لگا دیا جائے گا۔ تاکہ وہ اپنی مرضی سے زندگی گزار سکیں۔

ناگ کو سب لڑکیوں نے دلہن کی طرح بنا سجا کر تیار کر دیا۔ اور اس دوران ناگ انہیں اس بات پر آمادہ کرنے پر بھی تیار ہو گیا۔ کہ وہ یہاں سے راہِ فرار اختیار کریں۔

تھوڑی دیر بعد ہی اطلاع ملی کہ مہاراج نارائن راؤ تشریف لا رہے ہیں۔

نارائن راؤ کے اندر داخل ناگ جو دلہن کے روپ میں تھا۔ اس نے ایک زہریلے سانپ کی شکل اختیار کر لی۔ جوں ہی نارائن راؤ نے ہاتھ آگے بڑھایا سانپ نے انگلی پر ڈس لیا۔

نارائن راؤ نے ایک بھرپور چیخ ماری جس سے سارا تہ خانہ گونج اٹھا۔

عنبر پہلے ہی تہ خانے میں داخل ہو چکا تھا اور تمام لڑکیوں کو تیار رہنے کا کہہ چکا تھا۔

نارائن راؤ چیخیں مار رہا تھا لیکن یہاں سے آواز باہر نہیں جا سکتی تھی۔

ناگ دوبارہ آدمی کی شکل میں آگیا۔

عنبر اور ناگ نے لڑکیوں کو ساتھ لیا اور جوں ہی تہ خانے سے باہر نکلنے لگے دروازے پر چوبے اور بدری کے علاوہ درجن بھر سپاہی بدمعاش ہاتھوں میں تلواریں، بھالے اور تبر لئے کھڑے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لاشوں کا کنواں

نارائن راؤ کا چہرہ پیلے رنگ کا ہُوا۔ پھر سُرخ ہوگیا اور پھر سیاہ ہونا شروع ہوگیا۔ اچانک زور سے بجلی کڑکی اور بجلی نے کالی ماتا کے چہرے کے گرد ایک ہالہ بنا لیا۔ کالی ماتا کے بُت کا چہرہ غیض و غضب میں معلوم ہو رہا تھا اور پھر ایک زور دار کڑک کے ساتھ پتھر کا جسم اپنے آپ اس طرح علیحدہ ہوگیا جیسے کسی پھل کا چھلکا اتار دیا جائے اور اس مجسمے میں سے کالی ماتا اپنے چھ ہاتھوں سے نمودار ہوئی۔ اس کے ایک ہاتھ میں تلوار تھی۔ دوسرے میں ناگ کا سر اور وہ شیر پر سوار تھی جو اِن لوگوں کو دیکھ کر دھاڑ رہا تھا۔ تمام ہندو سجدے میں گر پڑے۔ عنبر کی ریڑھ کی ہڈی میں سردی کی ایک لہر دوڑ گئی۔ کالی ماتا نے اپنا ایک ہاتھ نارائن کے جسم پر پھیرا اور کچھ پڑھ کر پھونک ماری۔ نارائن راؤ کا چہرہ سیاہ سے سرخ پھر پیلا اور پھر ہلکے گلابی رنگ کا ہوگیا وہ ہوش میں آگیا۔ جسے دیکھ کر غیض و غضب والے چہرے پر کالی ماتا کے

پر تمہیں ایک آواز آئے گی، ڈرنا نہیں۔ یہ آواز تمہاری رہنمائی کرے گی۔ وہ تمہیں جہاں جانے کے لیے کہے پہنچ جانا اب فوراً یہاں سے نکل جاؤ۔"

شہزادے نے احسان مند نگاہوں سے عنبر کو دیکھا اور کہا، "مگر تم میرے لیے اتنی بڑی قربانی کیوں کر رہے ہو؟"

"فضول باتیں نہ کرو۔ میں تمہیں کل ملوں گا۔ اب جاؤ۔ جاؤ۔"

شہزادہ چارلس باغی سپاہی کی وردی میں چہرے کو ذرا چھپائے پھانسی کی کوٹھڑی سے باہر آگیا۔ دالان میں سے گزر کر وہ تہہ خانے کی سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اسے دو ایک پہرے داروں نے دیکھا، مگر کسی نے بھی اس پر شک نہ کیا. کیونکہ وہ سپاہی کی وردی میں تھا۔ تہہ خانے سے باہر آکر شہزادہ چارلس سیدھا قلعے کے دروازے کی طرف بڑھا۔ اندر سے وہ ڈر بھی رہا تھا کہ اگر کسی نے اسے پہچان لیا تو وہیں پکڑا جائے گا. لیکن اندھیرا اس کی مدد کر رہا تھا۔ وہ اب اس آواز کا انتظار کر رہا تھا جس کے بارے میں عنبر نے کہا تھا کہ وہ قلعے کے دروازے پر اُسے آئے گی۔ شہزادہ چارلس کی سمجھ میں یہ بات نہیں آئی تھی کہ عنبر نے یہ کس طرح کہہ دیا کہ میں تمہیں کل ملوں گا۔ وہ قلعے کی ڈیوڑھی میں آگیا۔ یہاں پہریدار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بندوقیں اٹھائے کھڑے تھے ۔ شہزادہ کچھ گھبرا سا گیا۔ لیکن پھر ہمت کرکے آگے بڑھا ۔ اسے دروازے کی طرف جاتا دیکھ کر ایک سپاہی نے پوچھا :

"ساتھی۔ اس وقت کہاں جا رہے ہو؟"

شہزادہ چارلس نے ذرا مسکرا کر منہ نیچا کرکے کہا :

"ذرا باغ تک جا رہا ہوں۔ ابھی واپس آتا ہوں۔"

ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی اور اس انتظار میں تھی کہ ذرا کسی سپاہی کو شک پڑا تو وہ اسے وہیں ختم کر دے گی ۔ شہزادہ چارلس قلعے کے دروازے میں سے باہر نکل گیا۔ باہر اندھیرا تھا اور سڑک ویران تھی ۔ یہ سڑک شہر کے دروازے تک جاتی تھی ۔ اب اسے ہر گھڑی غیبی آواز کا انتظار تھا ۔ جب شہزادہ اندھیری سڑک پر آیا تو ماریا نے کہا :

"باغ میں ایک گھوڑا کھڑا ہے ۔ اس پر سوار ہو کر سیدھا شہر سے باہر والے پرانے باغ کی ڈیوڑھی میں پہنچ جاؤ"

پہلے تو شہزادہ چارلس ڈر گیا ۔ پھر باغ کی طرف آ گیا۔ یہاں ایک سیاہ رنگ کا گھوڑا کھڑا تھا ۔ شہزادہ اس پر سوار ہو گیا اور اسے سرپٹ دوڑاتا شہر کے آخری دروازے کی طرف بڑھا ۔ اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ جان بچا کر موت کی کوٹھری سے نکل آیا ہے ۔ لیکن ابھی وہ پوری طرح خطرے

سے باہر نہیں تھا ۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی ۔ شہر سو رہا تھا ۔ کہیں کہیں ابھی تک آگ لگی تھی اور وہاں سے دھواں اٹھ رہا تھا ۔ باغی لوگوں کی ایک ٹولی سڑک پر کھڑی ڈانس کر رہی تھی ۔ شہزادہ چارلس ان کے قریب سے گھوڑا دوڑاتے گزر گیا۔ لوگوں نے تالیاں بجائیں۔

ماریا اس گھوڑے کی گردن پر بیٹھی تھی ۔ شہر کا دروازہ بند تھا۔ شہزادہ پریشان ہو گیا ۔ کیونکہ یہاں اس کا شناختی کارڈ دیکھا جاتا تھا جو اس کے پاس نہیں تھا۔ ماریا نے کہا:

"فکر نہ کرو، میں تمہاری مدد کروں گی "

شہزادہ چارلس نے کہا :

"میرے پاس شناختی کارڈ نہیں ہے "

ماریا نے کہا :

"کوئی بات نہیں ۔ تم گھبرانا نہیں "

شہزادے نے دروازے کی ڈیوڑھی میں پہنچ کر گھوڑے کو روک لیا ۔ دو پہرے دار اس کا شناختی کارڈ دیکھنے کے لیے اس کی طرف بڑھے ۔ شہزادہ چارلس نے یونہی جیب میں ہاتھ ڈال دیا جیسے شناختی کارڈ نکالنے لگا ہو ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بے گناہ قاتل

"اپنا شناختی کارڈ دکھاؤ"

پہرے دار نے شہزادہ چارلس سے کہا جو اس وقت باغی فوج کے ایک سپاہی کی وردی میں تھا — شہزادہ یوں ہی اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا — دوسرے سپاہی نے کہا:

"کیا بات ہے، اتنی دیر کیوں لگا دی"

پھر جھک کر شہزادے کی شکل غور سے دیکھی اور کہا:

"تم کون ہو؟"

عین اسی وقت دوسرے سپاہی نے شہزادے کو پہچان لیا۔ یہ وہ سپاہی تھا جو خود شہزادہ چارلس کو دو روز پہلے لے کر پھانسی کی کوٹھڑی میں گیا تھا۔ اس نے چلّا کر کہا:

"یہ شہزادہ چارلس ہے"

اور اس نے بندوق تان کر شہزادے پر فائر کرنا چاہا! لیکن ماریا بھی غافل نہیں تھی — سپاہی کی گردن پر ایک بھرپور ہاتھ پڑا اور وہ بندوق سمیت آگے کو ایسا گرا کہ اس

کی گردن ٹیڑھی ہو چکی تھی — دوسرے سپاہی نے چارلس پر فائر کر دیا۔ گولی چارلس کو نہ لگ سکی — ماریا نے دوسرے سپاہی کو بھی اٹھا کر دیوار کے ساتھ دے مارا اور وہ بھی اپنے ساتھی سپاہی کے ساتھ اگلے جہان کی سیر کرنے لگا — ماریا نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا —

"بھاگو"

اور شہزادہ چارلس شہر کے دروازے سے نکل کر اس سڑک پر روانہ ہو گیا جو پرانے باغ کو جاتی تھی — ماریا اس کے ساتھ ساتھ تھی — یہاں بھی اندھیرا تھا — مگر چارلس ان راستوں کو اچھی طرح سے جانتا تھا — پرانے باغ کا دروازہ کھلا تھا۔ اس کی ڈیوڑھی سے باہر ہی ماریا نے کہا:

"یہاں گھوڑا چھوڑ دو"

شہزادے نے گھوڑے سے اتر کر اسے آزاد کر دیا۔ گھوڑا رات کے اندھیرے میں بھاگ گیا —

"اب میرے ساتھ سامنے والی دیوار کے پاس آؤ"

شہزادے نے پوچھا:

"کیا میری والدہ خفیہ تہہ خانے میں ہے"

ماریا نے پوچھا:

"کیا تم تہہ خانے سے واقف ہو؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہاں، یہ ہمارے شہنشاہ باپ نے خاص طور پر اس قسم کے حالات کے لیے بنوایا تھا۔ میں ایک بار رات کے وقت اپنے باپ کے ساتھ چھپ کر یہاں آیا تھا۔"

"تم نے ٹھیک کہا — تمہاری والدہ اسی تہہ خانے میں تمہارا انتظار کر رہی ہے۔"

ماریا نے دیوار پر ہاتھ مارے — دیوار کھل گئی۔ دونوں تہہ خانے کی سیڑھیاں اُتر گئے۔ دیوار پیچھے بند ہو گئی تھی — نیچے شمع روشن تھی اور شہزادے کی والدہ آنکھیں بند کیے اپنے بیٹے کی زندگی کی دعائیں مانگ رہی تھی —

"ممی —"

شہزادی نے آنکھیں کھول دیں اور پھر سامنے اپنے بیٹے کو دیکھا تو اس سے لپٹ کر خوشی سے رونے لگیں — ماریا نے کہا:

"تم لوگ اسی جگہ رہنا — میں اپنے بھائی عنبر کی خبر لینے جا رہی ہوں۔"

جب شہزادے نے اپنی والدہ کو بتایا کہ عنبر اس کے کپڑے پہن کر پھانسی کی کوٹھڑی میں رہ گیا ہے تو وہ حیران رہ گئی — اور ماریا سے بولی:

"عنبر کی بہن کی روح، تمہارے بھائی کی جان خطرے

میں ہے۔ خدا کے لیے اسے جا کر بچاؤ — اس نے میرے بیٹے کے لیے جو قربانی دی ہے — میں اسے کبھی نہیں بھلا سکوں گی۔"

ماریا نے کہا:

"شہزادی صاحبہ، فکر نہ کریں — میرا بھائی میرے ساتھ ہی واپس آ جائے گا۔"

اور ماریا وہاں سے نکل کر شہر کی طرف روانہ ہو گئی۔

وہ سیدھی عنبر کے پاس پھانسی کی کوٹھڑی میں پہنچ گئی۔

عنبر پھانسی کے سیاہ لباس میں کونے میں بیٹھا تھا اور دوسرے شاہی قیدی سے باتیں کرنے کی کوشش کر رہا تھا — دوسرا قیدی موت کو قریب آتا دیکھ کر خوف زدہ تھا — عنبر کو کسی دوسرے آدمی کی جان بچانے کی اجازت نہیں تھی، کیونکہ اصل میں یہ آدمی مر چکا تھا اور تاریخ کے پردے پر فلم کی طرح اپنی زندگی کے سین کو دہرا رہا تھا — شاہی قیدی عنبر کی باتوں کا ہوں ہاں میں جواب دے کر خاموش ہو جاتا تھا۔

اتنے میں عنبر کو ماریا کی خوشبو آئی — وہ سمجھ گیا کہ ماریا آئی ہے۔ اس نے آہستہ سے پوچھا:

"کیا ہوا؟"

ماریا نے عنبر کے کان میں کہا:

"شہزادہ چارلس اپنی والدہ کے پاس پہنچ گیا ہے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"خدا کا شکر ہے۔"

دوسرے قیدی نے چہرہ اوپر اٹھا کر عنبر کی طرف دیکھا۔

"تم کس سے باتیں کر رہے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"تم میری باتوں کا جواب نہیں دیتے تو میں اپنے آپ سے باتیں کرنے لگا ہوں۔"

شاہی قیدی نے آہ بھر کر کہا:

"تم نے اپنے دوست کی خاطر جو اتنی بڑی قربانی دی ہے، یہ کوئی انسان نہیں کر سکتا — تم اپنے دوست کے لیے اپنی جان قربان کر رہے ہو — یہ بڑی بات ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میں شہزادے کی جان بچانا چاہتا تھا۔"

وہ باتیں ہی کر رہے تھے کہ فوج کا ایک دستہ مارچ کرتا کوٹھری کے باہر آ کر کھڑا ہو گیا — دو سپاہی آگے بڑھے دروازہ کھولا اور عنبر اور دوسرے قیدی کو زنجیروں میں جکڑ دیا —

"کیا وقت آ گیا ہے؟" دوسرے قیدی نے پوچھا۔

سپاہی نے گالی دے کر کہا:

"بکواس بند کرو۔ تمہاری موت کا وقت آن پہنچا ہے، چلو۔"

اسی طرح انہوں نے عنبر کو بھی یہی کہا کہ مرنے کے لیے تیار ہو جائے اور دونوں کو لے کر تہہ خانے سے باہر آ گئے۔

دن نکل آیا تھا — قلعے پر صبح کی سفید روشنی پھیلی ہوئی تھی — قلعے کے باہر ایک چھکڑا کھڑا تھا جس کے آگے ایک گھوڑا جُتا ہوا تھا — دونوں قیدیوں کو اس گاڑی میں کھڑا کر دیا گیا اور گاڑی پھانسی کے تختے کی طرف چل پڑی جو شہر کے سب سے بڑے چوک میں بنایا گیا تھا —

لوگوں کا ایک ہجوم وہاں جمع تھا — اس ہجوم میں ناگ بھی آیا ہوا تھا کہ شاید کہیں عنبر یا ماریا کی شکل نظر آ جائے۔ چھکڑا جب چوک میں پہنچا تو ماریا نے عنبر کے کان میں کہا:

"مجھے ناگ کی خوشبو آ رہی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"خوشبو مجھے بھی آ رہی ہے۔"

ادھر ناگ نے بھی ماریا اور عنبر کی خوشبو محسوس کر لی تھی۔ جونہی چھکڑا پھانسی کے چبوترے کے قریب آیا۔ ناگ نے عنبر کو پہچان لیا — عنبر زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ناگ جانتا تھا کہ عنبر مر نہیں سکے گا، مگر اسے بڑا دکھ ہوا کہ وہ اس حالت میں کیوں ہے — اس نے لوگوں کے درمیان کھڑے کھڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ایک گہرا سانس لیا اور ایک سفید عقاب بن کر فضا میں اوپر بلند ہو گیا — جو آدمی وہاں کھڑے تھے، انہوں نے جو اپنے درمیان سے ایک عقاب پھڑ پھڑا کر اُڑتا دیکھا تو گھبرا کر پرے پرے ہٹ گئے — ان کی سمجھ میں بالکل نہ آیا کہ یہ عقاب کہاں سے آ گیا تھا اور سانولا سا لڑکا ان کے درمیان ابھی ابھی کھڑا تھا وہ کہاں چلا گیا ہے —

ناگ سیدھا عنبر کے سر کے اوپر جا کر بیٹھ گیا اور بولا:

"عنبر بھائی خدا کا شکر ہے، تم سے ملاقات ہو گئی — ماریا کی بڑی تیز خوشبو آ رہی ہے"

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"وہ بھی میرے پاس ہی ہے"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"آداب ناگ بھائی"

"میں کئی روز سے تمہاری تلاش میں اس شہر کی سڑکیں چھان رہا تھا۔ خدا کا شکر ہے، تم لوگوں سے پھر ملاقات ہو گئی"

عنبر نے پوچھا:

"عبداللہ اور اس کی بیوی کا کیا بنا؟"

ناگ نے بتایا کہ وہ خیریت کے ساتھ فرانس سے نکل گئے تھے — پھر اس نے پوچھا:

"یہ تم نے کیا ڈرامہ رچایا ہوا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟"

عنبر نے کہا:

"یہ بعد میں بتاؤں گا۔ ابھی تم ذرا ڈرامہ دیکھو"

لوگوں نے جو پھانسی پانے والے قیدی یعنی عنبر کے سر پر سفید عقاب کو بیٹھے دیکھا تو زور زور سے تالیاں پیٹنی شروع کیں — ایک طرف سے نعرہ بھی بلند ہوا —

"اس شخص کو چھوڑ دو، یہ کوئی درویش ہے"

لیکن اس کی آواز لوگوں کی آوازوں میں گم ہو کر رہ گئی۔ لوگ شور مچا رہے تھے —

"اس کی گردن کاٹ دو — یہ کوئی جادوگر ہے —

گلا کاٹنے والی مشین چبوترے پر لگی تھی — بدقسمت قیدی کو پکڑ کر وہاں لایا جاتا — اس کی گردن مشین کے اندر ڈال دی جاتی — کمانڈر کے اشارے سے اوپر سے تیز دھار والا لوہے کا بھاری ٹکڑا گرتا اور قیدی کا سر کٹ کر سامنے رکھے ہوئے ٹوکرے میں گر جاتا، جسے اٹھا کر بڑے ٹوکرے میں پھینک دیا جاتا —

یہ بڑا خونی منظر تھا — قتل ہونے والے کا رنگ زرد ہو گیا ہوتا — اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی ہوتیں — سپاہی اسے بازوؤں سے اوپر اٹھا کر گلا کاٹنے والی مشین تک لاتے،

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور اس کی گردن سوراخ کے اندر ڈال دیتے۔ کمانڈر اشارا کرتا اور اوپر سے تیز دھار والا بلیڈ کھٹ سے گرتا اور بد قسمت انسان کی گردن کٹ کر گر پڑتی —

عنبر کے ساتھ جو قیدی تھا۔ اس کا خوف سے برا حال ہو رہا تھا — ناگ نے عنبر سے کہا:

"کیا ہم اسے نہیں بچا سکتے"

عنبر نے کہا:

"خاموش، ہم تاریخ کے ان واقعات کو نہیں بدل سکتے جو ہو چکے ہیں — اس طرح سے ساری دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا"

سپاہی قیدی کو پکڑ کر مشین پر لے گئے اور تھوڑی دیر بعد اس کا سر گردن سے کٹ کر ٹوکرے میں پڑا تھا — لوگ زور زور سے تالیاں بجا رہے تھے — اب عنبر کی باری تھی — جب عنبر کو مشین کی طرف لے جانے لگے تو ماریا بھی اس کے قریب چبوترے پر کھڑی تھی اور ناگ عقاب کی شکل میں اس کے اوپر چکر لگا رہا تھا — دو سپاہیوں نے عنبر کی زنجیریں کھول ڈالیں — انہوں نے دیکھا کہ عنبر پر موت کا بالکل خوف نہیں ہے، بلکہ وہ مسکرا رہا ہے تو ایک سپاہی نے کہا:

"بڑے بہادر بنتے ہو — ابھی مشین کے نیچے سر آئے گا تو ساری بہادری نکل جائے گی"

عنبر نے کہا:

"دوست تمہاری مشین کا بلیڈ ٹوٹنے والا ہے — کسی دوسرے بلیڈ کا انتظام کر رکھو"

سپاہیوں نے عنبر کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا اور اسے لے کر مشین کے پاس آ گئے۔ عنبر نے سپاہیوں کو پیچھے کر دیا اور خود اپنا سر مشین کے اندر ڈال دیا۔ کمانڈر نے اشارا کیا۔ مشین کا تیز بلیڈ اوپر سے گرا اور عنبر کی گردن سے ٹکرا کر تڑاخ کی آواز کے ساتھ ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔

یہ ایک ایسی بات تھی کہ ہر آدمی سناٹے میں آ گیا۔ ایسا بھی ہو نہیں سکتا تھا، مگر ایسا ہو گیا تھا — کمانڈر نے جھک کر عنبر کی گردن کو دیکھا — وہاں ایک ہلکی سی خراش بھی نہیں آئی تھی، پھر اس نے ٹوٹے ہوئے لوہے کے بلیڈ کو دیکھا۔ اس کے دو ٹکڑے چبوترے پر پڑے تھے۔ وہ دنگ رہ گیا — پھر سوچا کہ شاید بلیڈ پوری طرح سے عنبر کی گردن پر نہیں پڑا اور کسی دوسرے لوہے کے ٹکڑے سے ٹکرا کر ٹوٹ گیا ہے — اس نے فوراً دوسرا بلیڈ منگوا کر اوپر لگوایا اور تلوار لہرا کر اسے گرانے کا حکم دے دیا —

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بلیڈ دوسری بار گرا تو عنبر کی گردن سے ٹکرا کر ایک بار پھر دو ٹکڑے ہو گیا —

اب عقاب یعنی ناگ نے بھی اس کے اوپر چکر لگانے شروع کر دیے — لوگ نعرے لگانے لگے کہ اسے چھوڑ دو۔ یہ درویش ہے — کسی نے کہا :

" یہ جادوگر ہے ، اسے آگ میں ڈال دو "

کیونکہ اس زمانے میں جادوگروں کی سزا ایسی ہوتی تھی کہ انہیں آگ میں ڈال کر زندہ جلا دیا جاتا تھا —

اب عنبر نے ایک جھٹکا مار کر اپنا سر مشین کے سوراخ میں سے باہر نکالا اور سیدھا تن کر کھڑا ہو گیا - اس نے کمانڈر سے کہا :

" تم مجھے نہیں مار سکتے ۔ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرے راستے سے ہٹ جاؤ "

کمانڈر نے تلوار کا بھرپور وار کر دیا — عنبر کی گردن سے ٹکرا کر کمانڈر کی تلوار بھی دو ٹکڑے ہو گئی — ماریا نے کمانڈر کے سر پر زور سے مکا مارا تو اس کی کھوپڑی اس کی گردن میں گھس گئی اور بے جان لاش کی طرح گر پڑا — سپاہیوں نے عنبر پر حملہ کر دیا — لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کیا کہ جادوگر کو آگ میں ڈالو۔ جادوگر کو آگ میں ڈالو۔

مگر وہاں چبوترے پر کچھ اور ہی گڑبڑ ہو رہی تھی - ماریا نے بندوق ہاتھ میں پکڑ لی تھی جو کسی کو نظر نہیں آتی تھی۔ وہ برابر فائر کر رہی تھی اور سپاہی مر مر کر گر رہے تھے۔ عنبر بھی اپنی پوری طاقت میں آ گیا تھا اور سپاہیوں کو اٹھا اٹھا کر چبوترے کے نیچے پھینک رہا تھا — ناگ نے بھی عقاب کا روپ بدل کر ایک بہت بڑے ہاتھی کی شکل اختیار کر لی ۔ اور ایسی چنگھاڑ ماری کہ لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی — ناگ نے اپنی سونڈ میں سپاہیوں کو اٹھا اٹھا کر کچلنا شروع کر دیا —

وہاں ایک غدر مچ گیا — ایک طوفان مچ گیا — لوگ بھاگنے لگے — ہاتھی چبوترے سے اتر کر سپاہیوں کی طرف دوڑا — سپاہیوں کو ہاتھی پر گولی چلانے کی بھی مہلت نہیں ملی اور ہاتھی نے انہیں پاؤں تلے روند ڈالا — دیکھتے دیکھتے میدان خالی ہو گیا -

*

عنبر نے ماریا سے کہا :

" ناگ سے کہو ، اب ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیے "

ماریا لپک کر ہاتھی کے پاس گئی اور اسے کہا کہ اب واپس چلنا ہے — ناگ اسی وقت ایک بار پھر عقاب کی شکل میں آ گیا اور عنبر کے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا —

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر چبوترے سے اُتر کر چوک میں آ گیا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک جگہ گھوڑا بندھا ہوا ہے — اس نے گھوڑے کی رسی کھولی اس پر بیٹھا اور سرپٹ دوڑاتا شہر کی سڑکوں میں سے نکلتا شہر کے دروازے پر آ گیا —

ناگ اس کے سر کے اوپر اڑ رہا تھا — ماریا اس کے پیچھے گھوڑے پر بیٹھی تھی — یہاں بڑا سخت پہرہ تھا۔ انہیں ابھی چوک والے حادثے کی خبر نہیں پہنچی تھی — پہرے دار نے عنبر کو روک لیا، کیونکہ وہ ابھی تک پھانسی پانے والے قیدی کے لباس میں تھا —

"اسے پکڑ لو — یہ پھانسی کی کوٹھری سے نکل بھاگا ہے۔

دونوں پہرے داروں نے عنبر پر گولیاں برسانا شروع کر دیں — انہوں نے اپنی بندوقیں خالی کر دیں، مگر عنبر کو کچھ بھی نہ ہوا — وہ دوبارا اپنی بندوقیں بھرنے لگے۔ ماریا نے کہا:

"میں ابھی ان کی خبر لیتی ہوں، کیونکہ ان کی گولیاں ناگ کو زخمی کر سکتی ہیں۔"

ماریا چھلانگ لگا کر دونوں سپاہیوں کے پاس گئی اور ان کے قریب جا کر کہا:

"میں فرانس کے جنگل کی چڑیل ہوں۔"

دونوں سپاہی ایک دوسرے کو آنکھیں پھاڑے تکنے لگے۔ پھر ماریا نے ان کو بالوں سے پکڑ لیا — سپاہیوں کی چیخیں نکل گئیں —

وہ بھاگنے لگے تو ماریا نے کہا:

"میں تمہاری چٹنی بنا کر کھا جاؤں گی۔"

سپاہی ایک دم بے ہوش ہو گئے — ماریا نے دونوں کو وہیں پھینک دیا اور خود عنبر کے پاس آ گئی — دروازہ کھلا تھا کیونکہ دن کو قلعے کا دروازہ کھول دیا جاتا تھا، مگر ہر آتے جاتے کی تلاشی لی جاتی تھی۔ عنبر گھوڑا دوڑاتے ہوئے شہر کے دروازے سے باہر نکل گیا —

ماریا نے کہا:

"عنبر تمہارا یہ پھانسی کا کالا کرتہ پریشان کرے گا — اور ہو سکتا ہے سپاہی تمہارے تعاقب میں پُرانے باغ تک آ جائیں، اسے اتار کر پھینک دو۔"

عنبر نے گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے کالا کرتہ اتار کر پھینک دیا —

پرانے باغ میں جاتے ہی عنبر نے گھوڑے سے اتر کر اسے ایک لات ماری۔ گھوڑا ڈر کر بھاگ گیا —

ناگ نے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہاں کیا ہے ؟"

عنبر نے کہا :

"اندر چل کر بتائیں گے ۔"

تہ خانے میں ناگ انسانی شکل میں عنبر کے ساتھ داخل ہوا — شہزادی صاحبہ نے عنبر کے سر پر پیار کیا اور خدا کا شکر ادا کیا کہ وہ جان بچا کر آگیا ہے ۔ عنبر نے شہزادی سے ناگ کا تعارف کروایا —

"یہ میرا بھائی ناگ ہے ۔ ہم اس کی تلاش میں یہاں آئے تھے ۔"

پھر عنبر نے ناگ کو شہزادہ چارلس سے بھی ملایا اور ساری کہانی سنائی —

شہزادہ چارلس نے عنبر سے پوچھا :

"عنبر بھائی، میں حیران ہوں کہ تم ان ظالموں کے پنجے سے بچ کر کیسے آگئے ؟"

عنبر نے کہا :

"بس خدا کی مدد ساتھ تھی — ایک سپاہی کو رشوت دے کر نکل بھاگا ۔"

شہزادی نے کہا :

"ایسا ہو نہیں سکتا ۔"

عنبر نے ہنس کر کہا :

"بس کچھ نہ کچھ ہوگیا تھا — اب یہ بتائیں کہ آپ کا کیا پروگرام ہے — آپ یہاں رہنا چاہتے ہیں یا کسی دوسری جگہ جانا چاہتے ہیں ؟"

شہزادی نے کہا :

"ہمارے لیے امن کی جگہ انگلستان ہی ہے — وہاں شاہی خاندان سے ہماری رشتہ داری بھی ہے ۔ ہم انگلستان کے شاہی محل میں پناہ لینا چاہتے ہیں ۔"

ناگ نے کہا :

"مگر راستوں پر تو ہر جانب باغی سپاہی پہرہ دے رہے ہیں — بندرگاہ پر بھی سخت نگرانی کی جا رہی ہے ۔"

چارلس بولا :

"ہمیں فرانس اور انگلستان کے درمیان صرف بائیس میل کا سمندر طے کرنا ہے ۔"

عنبر نے کہا :

"مگر ان حالات میں آپ کے لیے اس سمندر کو عبور کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے ۔"

شہزادی بولی :

"بیٹا، کیا تم اپنی بہن کی روح سے کوئی مدد نہیں لے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سکتے ؟"

ناگ نے حیرانی سے پوچھا :

" تمہاری بہن کی روح ؟"

عنبر نے مسکرا کر کہا :

شہزادی صاحبہ اور شہزادہ چارلس ہماری بہن ماریا کی روح سے مل چکے ہیں "

پھر اس نے شہزادی کی طرف دیکھ کر کہا :

" شہزادی صاحبہ ، میری بہن ماریا کی روح زیادہ سے زیادہ ہماری یہی مدد کر سکتی ہے کہ کہیں سے ایک کشتی لا کر سمندر کے کنارے رکھ دے ۔ مگر آپ لوگ کس طرح سمندر کے کنارے تک پہنچیں گے — یہاں سے سمندر ایک سو میل دور ہے "

ناگ نے کہا :

" ماریا کی روح سے کشتی پہلے منگوا لیں ، پھر یہاں سے کسی نہ کسی طرح نکل چلیں گے "

" میں بھی یہی کہہ رہی تھی بیٹا "

عنبر نے کہا :

" میں ابھی اپنی بہن کی روح کو بلاتا ہوں "

ناگ ہنسنے لگا ، کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ماریا وہیں کھڑی

ہے — ماریا بھی ہنس رہی تھی ۔ آخر اُس سے نہ رہا گیا اور اُس نے کہہ دیا —

" عنبر بھائی ، میں یہاں موجود ہوں ۔ میں نے تم لوگوں کی باتیں سُن لی ہیں — میں ابھی جا کر ساحل سمندر پر کسی کشتی کا بندوبست کرتی ہوں "

ناگ نے کہا :

" سمندر یہاں سے کافی دور ہے ۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ ہم رات کے اندھیرے میں سب یہاں سے نکل کر سمندر کنارے کسی جگہ پہنچ جائیں اور وہاں کشتی کا بندوبست ہوتے ہی یہاں سے فرار ہو جائیں "

شہزادہ چارلس نے کہا :

" بڑی مناسب بات ہے ، مگر اس میں ہمارے پکڑے جانے کا خطرہ ہے "

شہزادی نے کہا :

" ہاں بیٹا ، میں نہیں چاہتی کہ میرے شہزادے کو غنڈے دوبارا گرفتار کر لیں "

عنبر نے کہا :

" اس کی آپ فکر نہ کریں — ایسا ہم نہیں ہونے دیں گے — ناگ کا مشورہ مجھے پسند آیا ہے — ہم آج رات ہی یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے نکل جائیں گے ۔ ماریا ناگ تم میرے ساتھ آؤ ۔"

عنبر نے شہزادہ چارلس اور اس کی والدہ کو تہہ خانے میں ہی چھوڑا اور ناگ ماریا کو ساتھ لے کر تہہ خانے سے باہر باغ میں آ گیا۔ باغ میں کوئی بھی نہیں تھا — وہ ایک جگہ گھاس پر بیٹھ گئے اور آئندہ کا پروگرام سوچنے لگے — سوچنا یہی تھا کہ شہزادی اور چارلس کو وہاں سے نکال کر سو میل دور سمندر کے کنارے کیسے پہنچایا جائے ۔ ماریا نے مشورہ دیا کہ ہمیں شہزادی اور شہزادے کا بھیس بدل کر کسی بگھی میں بٹھا کر رات کو فرار ہو جانا چاہیے —

" ہم تینوں ان کی حفاظت کے لیے ساتھ ہوں گے ۔"

عنبر نے کہا :

" اس کے سوا اور کچھ ہو بھی نہیں سکتا ۔"

ناگ بولا :

" تم بگھی کے اوپر بیٹھ جانا — میں بھی ساتھ ہی بیٹھوں گا ۔"

ماریا نے کہا :

" اور میں بھی تمہارے پاس ہوں گی ۔"

عنبر بولا :

" تو پھر ان کے بھیس بدلوانے کی کیا ضرورت ہے ۔ اللہ کا نام لے کر نکل چلتے ہیں ۔ جو ہو گا دیکھا جائے گا ۔"

جب یہ فیصلہ ہو گیا تو انہوں نے شہزادی اور شہزادہ چارلس کو آ کر اپنا فیصلہ بتا دیا — شہزادی کچھ ڈر رہی تھی، مگر شہزادے نے اسے حوصلہ دیا اور کہا :

" امی حضور، ماریا بہن کی روح ہمارے ساتھ ہو گی — وہ ہماری حفاظت کرے گی ۔"

" جیسے تمہاری مرضی بیٹا، آخر یہاں بھی ہم کتنی دیر تک پڑے رہیں گے — میں تو کسی طرح اڑ کر انگلستان اپنے رشتے داروں کے پاس پہنچنا چاہتی ہوں ۔"

اب انہوں نے گھوڑوں والی بند بگھی کی تلاش شروع کر دی ۔ عنبر ناگ اور ماریا پرانے باغ سے نکل کر شہر کی طرف چلے کہ شاید وہاں کوئی بگھی مل جائے — عنبر پیچھے تھا، ناگ آگے آگے چل رہا تھا اور ماریا ان کے بائیں جانب تھی — اچانک شہر کی طرف سے ایک بگھی آتی دکھائی دی ۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ اور آدم خور بن مانس

عنبر اور ناگ نے ہاتھ دے کر بگھی رکوا لی۔
یہ کرائے کی بگھی تھی جس کے آگے دو گھوڑے جُتے ہوئے تھے۔ کوچوان نے جُھک کر پوچھا:

"کہاں جانا چاہتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"بگھی کو اس طرف لے آؤ بھائی۔"

کوچوان بگھی کو سڑک سے پرے لے آیا۔ عنبر نے کہا:

"بھائی، ہم تمہاری بگھی خریدنا چاہتے ہیں۔ بولو اس کے کیا دام لوگے؟"

کوچوان ہنسا:

"کیوں میاں تمہارے پاس میری بگھی خریدنے کے لیے دام ہیں؟ دو گھوڑے لگے ہیں اس میں۔"

انقلاب کا زمانہ تھا — ہر طرف گڑبڑ تھی۔ کوچوان خود اس بگھی کو بیچ کر کسی دوسرے ملک چلے جانا چاہتا تھا۔

ناگ نے کہا:

"تم کیا لوگے اس کا؟"

کوچوان نے کہا:

"ایک ہزار مارک دو گے؟"

اس زمانے میں ایک ہزار مارک کا مطلب تھا کہ آج کے زمانے کے دو لاکھ روپے — ناگ نے جیب سے سونے کا ایک ٹکڑا نکال کر کہا:

"یہ سونا لوگے؟ ہمارے پاس اس وقت یہی کچھ ہے۔"

کوچوان نے سونے کی ڈلی کو ہاتھ میں لے کر اچھی طرح سے دیکھا، پرکھا، گھسایا — بالکل خالص سونا تھا۔ اس نے جیب میں رکھ کر کہا:

"بگھی تمہاری ہے۔"

وہ بگھی سے نیچے اتر آیا — ماریا، عنبر اور ناگ بگھی پر سوار ہو گئے اور اسے لے کر سیدھا پرانے باغ میں آ گئے — تہہ خانے میں جا کر انہوں نے شہزادی اور شہزادہ چارلس کو خوش خبری سنائی کہ بگھی خرید لی گئی ہے اور اب ہم رات کو یہاں سے نکل رہے ہیں۔

جب رات کا اندھیرا گہرا ہو گیا اور باغ کے درخت اور شہر سے باہر پہاڑیوں کی طرف جانے والی سڑک اندھیرے میں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چھپ گئی تو یہ لوگ تہہ خانے سے باہر نکل آئے۔ شہزادہ چارلس اس کی والدہ اور ماریا کو بگھی کے اندر بٹھا دیا گیا۔ عنبر اور ناگ بگھی کے اوپر کوچوان کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ عنبر نے گھوڑوں کو چابک دکھائی۔ گھوڑے باغ سے نکل کر سڑک پر دوڑنے لگے۔

سرد اندھیری رات تھی۔ پیرس شہر کی دیوار کی روشنیاں دُور رہ گئی تھیں۔ اور بگھی شہر سے کافی فاصلے پر نکل آئی تھی۔ ساری رات بگھی سفر کرتی رہی۔ جب دن نکلنے لگا تو بگھی ایک کھیت میں روک دی گئی۔ قریب ہی ایک چھوٹا سا گاؤں تھا۔ گھوڑے کھول دیے گئے تاکہ وہ کھیتوں میں گھاس وغیرہ چر لیں۔ عنبر گاؤں جا کر وہاں سے دودھ مکھن اور روٹی لے آیا۔ سب نے مل کر ناشتہ کیا۔

گاؤں کی کچی سڑک پر سے کبھی کبھی فوجی گھوڑوں پر سوار گزر جاتے تھے۔ شہزادی ڈر گئی کہ کہیں وہ دوبارا نہ پکڑے جائیں۔ اس نے عنبر سے کہا کہ بگھی کو وہاں سے ہٹا دیا جائے۔ عنبر اور ناگ بگھی پر سوار ہوگئے اور اسے گاؤں سے آگے چھوٹی پہاڑیوں میں لے جا کر کھڑا کر دیا۔ وہ گھوڑوں کو کم از کم دو گھنٹے آرام دینا چاہتے تھے۔ ویسے بھی ماریا کا خیال تھا کہ انہیں رات کے اندھیرے میں سفر کرنا چاہیے۔ شہزادی کا بھی یہی مشورہ

تھا۔ وہ بہت زیادہ ڈری ہوئی تھی۔ شہزادے کو وہ اپنے سے ذرا دُور نہ ہونے دیتی تھی۔ انہوں نے بھیس بھی نہیں بدلا ہوا تھا۔ ان کی شکل دیکھ کر ہی معلوم ہو جاتا تھا کہ یہ شاہی خاندان کے لوگ ہیں۔ آخر یہی فیصلہ ہوا کہ دن بھر یہاں آرام کیا جائے اور رات کو سفر شروع کیا جائے۔

کسی نہ کسی طرح دن گزر گیا۔ کسی نے ان سے کوئی پوچھ گچھ نہ کی۔ جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ بگھی میں بیٹھ کر آگے چل پڑے۔ ساری رات سفر جاری رہا۔ دوسرے دن وہ پہاڑی سے نکل کر سرسبز چٹانوں کے علاقے میں پہنچ گئے۔

ماریا نے کہا:

"معلوم ہوتا ہے، سمندر قریب ہے۔ مجھے اس کی ٹھنڈی ہوا محسوس ہو رہی ہے۔"

شہزادی نے سرسبز چٹانوں کو دیکھ کر کہا:

"یہ نارمنڈی کا پہاڑی علاقہ ہے۔ ہم کل صبح سمندر کے ساحل پر پہنچ جائیں گے۔"

رات بھر سفر جاری رہا۔ دوسرے روز صبح صبح انہیں دُور سمندر نظر آیا۔ کنارے پر بے شمار نوکیلی چٹانیں ابھری ہوئی تھیں۔ جن سے سمندر کی لہریں ٹکرا ٹکرا کر جھاگ اڑا رہی تھیں۔ انہوں نے بگھی ایک طرف لے جا کر چٹانوں کے درمیان کھڑی کر دی۔ ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اور ماریا نے گھوم پھر کر ساحل کو غور سے دیکھا کہ کس جگہ سے وہ کشتی کا سفر شروع کر سکتے ہیں ــ

ناگ نے کہا :

"اب سوال یہ ہے کہ کشتی کہاں سے لائی جائے "

ماریا کہنے لگی :

" یہاں ضرور کوئی نہ کوئی ساحلی گاؤں قریب ہو گا ــ ہم وہاں سے کشتی لا سکیں گے "

ناگ نے کہا :

" یہ کام میں کروں گا ــ تم ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھو۔ میں کشتی لے کر آتا ہوں "

ناگ نے عنبر کو بھی جا کر یہی کہا کہ وہ کشتی کا انتظام کرنے جا رہا ہے، کیونکہ وہ اڑ سکتا تھا ــ ناگ اُن سے الگ ہو کر دُور ایک چٹان کے پیچھے آ گیا اور گہرا سانس بھر کر عقاب بن گیا، پھر اس نے ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ اڑنا شروع کیا۔ کافی آگے جا کر اس نے ماہی گیروں کا ایک گاؤں دیکھا ــ کچھ کشتیاں ریت پر کھڑی تھیں ــ

ناگ عقاب کی شکل میں چٹانوں کے اوپر بلندی پر اُڑ رہا تھا۔ اس نے کشتیاں دیکھیں تو نیچے کو اُترا ــ اس نے غوطہ لگایا ہی تھا کہ اسے بندوق کے دھماکے کی آواز سُنائی دی۔ اس کے

ساتھ ہی اُسے اپنے جسم میں آگ سی لگتی ہوئی محسوس ہوئی ــ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو کر سیدھا نیچے ساحل پر کشتیوں کے پاس آن گرا ــ

یہ بندوق ایک شکاری نے چلائی تھی جو عقابوں کو شکار کرنے ان کے اندر بھس بھر کر امیر آدمیوں کے ہاں فروخت کرتا تھا ــ جوں ہی عقاب نیچے گرا ــ ایک جانب سے شکاری گھوڑا دوڑاتا قریب آیا ــ اس نے عقاب کو اٹھا کر اس کی ٹانگیں باندھ کر گھوڑے کے آگے لٹکا لیا جہاں پہلے بھی چار عقاب زخمی حالت میں لٹکے ہوئے تھے۔

بندوق کے چھرّے ناگ کی ٹانگ میں لگے تھے اور وہ عقاب ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا ــ اگر انسان کی شکل میں ہوتا تو اتنی تکلیف برداشت کر سکتا تھا اور بے ہوش نہ ہوتا ــ شکاری گھوڑا دوڑاتا وہاں سے سمندر کے ساحل پر دُور نکل گیا ــ سمندر کے کنارے تین میل کے فاصلے پر اس نے ایک عارضی رہنے کی جگہ بنا رکھی تھی ــ یہاں اس کے پاس ایک لکڑی کا صندوق رکھا تھا۔ اس نے عقابوں کو اس صندوق میں بند کر دیا اور خود بندوق صاف کرنے لگا ــ وہ شکار کے لیے جنگل کی طرف جانا چاہتا تھا اور اس کا ارادہ رات کو ایک مسافر کشتی میں سوار ہو کر واپس انگلستان جانے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کا تھا — جہاں اس کا اپنا مکان اور عقابوں کا کاروبار تھا —

ادھر بندوق کی آواز ماریا اور عنبر نے بھی سُنی - مگر اُن کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا کہ ناگ اس بندوق کی گولی سے زخمی اور بے ہوش ہوکر ایک شکاری کے خطرناک جال میں پھنس چکا ہے — جب ناگ کو گئے دیر ہوگئی تو شہزادی نے کہا :

" ناگ ابھی تک نہیں آیا — خیریت ہو "

کچھ اور دیر ہوئی تو عنبر اور ماریا کو بھی پریشانی ہوئی — انہوں نے شہزادہ چارلس اور شہزادی کو وہیں چھوڑا اور خود اس طرف چلے گئے — جدھر ناگ گیا تھا -

چٹانوں کے کنارے سمندر پر دن کی روشنی پھیلی ہوئی تھی - اچانک ماریا نے ایک جگہ عقاب کے سفید پر ریت پر پڑے دیکھے —

" یہ دیکھو عنبر! یہ تو مجھے ناگ کا پر لگتا ہے "

عنبر نے سفید پر کو غور سے دیکھا — ریت پر دو تین اور بھی پَر بکھرے ہوئے تھے — عنبر نے پریشان ہوکر ماریا سے کہا :

" کہیں ناگ زخمی تو نہیں ہوگیا — کہیں وہ بندوق کی آواز..."

ماریا بھی فکر کرنے لگی -

" ناگ زخمی ہوتا تو اپنی شکل بدل کر بھی ہمارے پاس آ سکتا تھا - وہ ضرور بے ہوش ہوا ہے اور کوئی شکاری اسے اپنے ساتھ لے گیا ہے "

یہ بڑی منحوس خبر تھی اور پریشان کر دینے والی بھی، کیونکہ ایسی حالت میں شکاری عقاب کو ہلاک بھی کر سکتا تھا - عنبر یہ سوچ کر کانپ گیا — اُس نے ماریا سے کہا :

" مجھے یقین ہے، ناگ ہوش میں آتے ہی فرار ہوکر ہمارے ساتھ آ ملے گا "

پھر اس نے کشتیوں کی طرف دیکھ کر کہا :

" اس وقت تو ہمیں ایک کشتی کی ضرورت ہے — یہاں کشتیاں موجود ہیں — تم ایسا کرو کہ شہزادہ اور شہزادی کو یہاں لے آؤ — ہم دن کا باقی حصہ اسی جگہ بسر کریں گے — جب رات ہوگی تو یہاں سے نکل جائیں گے — میرا دل کہتا ہے کہ ناگ کو بھی انگلستان کی طرف ہی لے جایا گیا ہے "

ماریا غمگین ہوگئی، کہنے لگی :

" خدا وند میرے بھائی کو سلامت رکھے "

" انشاء اللہ ناگ کو کچھ نہیں ہوگا — تم جاؤ اور ان لوگوں کو لے آؤ "

ماریا چلی گئی — عنبر کو اس کی خوشبو آنا بند ہوگئی - کہنے کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو عنبر نے کہہ دیا تھا' مگر دل میں وہ بھی ڈرا ہوا تھا کہ کہیں شکاری ناگ کو بے ہوشی کی حالت میں ہی ذبح نہ کر ڈالے ۔ کیونکہ شکاری زخمی پرندوں کو فوراً مار ڈالتے ہیں اور پھر بھون کر کھا جاتے ہیں — عنبر غور کرنے لگا۔ انگلستان میں عقاب کا شکار دو قسم کے شکاری کرتے ہیں — پہلے وہ شکاری جو عقاب زندہ پکڑ کر امیر آدمیوں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ دوسرے وہ جو عقابوں کو پکڑ کر ان کو حلال کرتے ہیں۔ ان کے جسم سے انتڑیاں نکال کر وہاں توڑی وغیرہ بھر دیتے ہیں اور پھر ان کے بُت بنا کر امیر لوگوں کے پاس بیچتے ہیں — عنبر یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ عقاب کس قسم کے شکاری کے ہاتھ آیا ہوگا —

اتنے میں شہزادہ چارلس اور اس کی ماں کی بگھی بھی آگئی - بگھی کو انہوں نے گھوڑے سمیت جنگل کی طرف بھگا دیا اور خود چٹانوں میں بسیرا کر لیا — شہزادہ چارلس اور اس کی والدہ بھی ناگ کے گم ہونے کا سُن کر افسوس کرنے لگے اور حیران ہوئے کہ وہ کہاں گم ہو سکتا ہے ۔

عنبر نے انہیں بالکل نہیں بتایا تھا کہ وہ عقاب بن کر وہاں آیا تھا اور کسی شکاری کی گولی لگنے سے زخمی ہو کر شکاری کے قبضے میں چلا گیا ہے — ریت پر گھوڑے کے سمّوں کے نشان

ضرور تھے — جو ساحل سے ہٹ کر جنگل کی طرف جا کر ختم ہو گئے تھے۔ اگر اس وقت عنبر ذرا ہمت کرتا اور گھوڑے کے قدموں کے نشانوں پر جنگل میں داخل ہو جاتا تو وہ ناگ کا پتا چلا سکتا تھا — کیونکہ یہی قدموں کے نشان آگے جا کر جنگل سے نکل کر دوبارہ سمندر کے کنارے آگئے تھے اور تیسرے میل پر وہ جھونپڑی جس کے اندر شکاری نے ناگ کو بے ہوش زخمی عقاب کی صورت میں دوسرے مرے ہوئے عقابوں کے ساتھ بند کر رکھا تھا — مگر بے چارے عنبر پر شہزادہ چارلس اور اس کی والدہ کی بھاری ذمے داری بھی تھی — ان دونوں کی جان بھی سخت خطرے میں تھی۔ اسے ان کا بھی خیال تھا —

کسی نہ کسی طرح عنبر ماریا نے وہاں دن گزارا۔ جب رات ہوئی تو وہ ایک کشتی میں بیٹھ کر سمندر میں نکل آئے۔ کشتی کو عنبر اور شہزادہ چارلس کھے رہے تھے —

فرانس اور انگلستان کے درمیان جو سمندر ہے یہ گرمیوں میں بڑا طوفانی ہوتا ہے — مگر سردیوں میں پر سکون ہوتا ہے۔ وہ سردیوں کا موسم تھا — سمندر میں ایک بھی طوفانی لہر نہیں اٹھ رہی تھی - ان کی کشتی بڑے سکون کے ساتھ رات کے اندھیرے میں انگلستان کے ساحل کی طرف بڑھ رہی تھی — ساری رات کشتی سمندر میں سفر کرتی رہی — صبح منہ اندھیرے وہ انگلستان

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ساحل پر پہنچ گئے۔

انگلستان کے ساحل کی بھوری چٹانوں کو دیکھ کر شہزادہ چارلس کی والدہ نے سجدہ شکر ادا کیا اور عنبر کا ماتھا چوم کر کہا:

"بیٹے، تم نے میرے شہزادے کی جان بچا کر ہمارے خاندان پر بڑا احسان کیا ہے — انگلستان پہنچ کر میں تمہیں مالا مال کر دوں گی۔"

عنبر نے کہا:

"شہزادی صاحبہ، مجھے مال دولت کا لالچ نہیں ہے، نہ ہی ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ ہم جہاں اور جس وقت جتنی دولت چاہیں، پیدا کر سکتے ہیں — ہمیں تو اس وقت اپنے بھائی ناگ کی فکر لگی ہے، خدا کرے وہ زندہ ہو۔"

شہزادہ چارلس بولا:

"وہ زندہ ہوگا اور تمہیں بہت جلد مل جائے گا۔"

ماریا نے کہا:

"خدا تمہاری زبان مبارک کرے۔"

دن نکلنے سے پہلے پہلے ان کی کشتی انگلستان کے پتھریلے ساحل پر پہنچ گئی — شہزادی اور اس کے بیٹے نے ساحل پر اترتے ہی خدا کا شکر ادا کیا اور عنبر سے ہاتھ ملایا اور کہا:

"اب تمہیں ہمارے ساتھ میری بہن کے ہاں جانا ہوگا۔

وہاں سے ہم مل کر ناگ کو شہر میں تلاش کریں گے۔"

عنبر نے کہا:

"شہزادی صاحبہ، آپ کی دعوت کا شکریہ — مگر ناگ کو تلاش کرنے کے ہمارے اپنے طریقے ہوتے ہیں — ہم آپ کو آپ کی بہن کے محل تک چھوڑ کر واپس چلے جائیں گے۔ ناگ مل گیا تو ہو سکتا ہے، پھر کبھی آپ سے ملاقات ہو جائے۔"

وہ پیدل چل کر ایک ساحلی قصبے میں آ گئے۔ یہاں انہیں ایک بگھی مل گئی۔ جس میں سوار ہو کر یہ لوگ لندن شہر کی طرف روانہ ہو گئے — دو دن کے سفر کے بعد لندن پہنچ گئے۔ عنبر ماریا نے شہزادی اور چارلس کو ان کے محل میں چھوڑا اور [illegible] کر لندن شہر میں آ گئے۔

لندن میں سردی کی وجہ سے دھند پھیلی ہوئی تھی اور لوگ گرم لمبے کوٹ پہنے فٹ پاتھوں پر چل رہے تھے۔ ماریا نے کہا:

"ہمیں کسی سرائے یا ہوٹل میں چل کر قیام کرنا چاہیے۔"

وہ ایک سرائے میں آ گئے — یہاں انہوں نے ایک کمرہ کرائے پر لے لیا اور ناگ کی تلاش شروع کر دی —

ادھر شکاری بھی زخمی عقابوں کو لے کر لندن پہنچ گیا تھا۔ صندوق کے اندر دوسرے زخمی عقاب تو مر چکے تھے، مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ ابھی تک زندہ اور بے ہوش تھا۔ شکاری کا مکان شہر سے باہر ایک پہاڑی پر درختوں کے درمیان بنا ہوا تھا۔ یہاں آتے ہی اس نے صندوق کھولا اور چھری لے کر بیٹھ گیا ۔ وہ ایک ایک عقاب کو باہر نکالتا اور اس کا پیٹ چاک کرکے اس کی انتڑیاں باہر نکال کر عقاب کے پیٹ میں نمک بھر کر ٹوکری میں رکھ دیتا ۔

ناگ بھی زخمی عقاب کی شکل میں وہیں موجود تھا۔ تازہ ہوا لگی تو اسے ہوش آگیا ۔ ہوش میں آتے ہی اُس نے دیکھا کہ شکاری عقابوں کے پیٹ چیر کر انتڑیاں باہر نکال رہا ہے۔ ناگ خوفزدہ ہوگیا ۔ کم بخت اگر اسے ہوش نہ آتا تو یہ شکاری اُسے بھی قتل کر چکا ہوتا ۔

ناگ زخمی تھا ۔ وہ کوئی جانور بن کر اُڑ نہیں سکتا تھا۔ اگر انسانی شکل میں آتا تو اس کا زخم بڑا ہو جاتا ۔ اُس نے سوچا کہ سانپ بن کر وہاں سے نکل جائے، پھر خیال آیا کہ اگر سانپ بنا تو شکاری فوراً چھرا مار کر اسے ہلاک کر ڈالے گا ۔ ناگ نے انسانی شکل میں آنے کا فیصلہ کرکے زور سے سانس لیا اور دوسرے لمحے وہ انسانی شکل میں آچکا تھا۔ شکاری نے جو اچانک اپنے قریب ایک اجنبی نوجوان کو بیٹھے دیکھا چونک کر پیچھے ہٹا ۔

ناگ کی ران زخمی تھی اور اس میں سے خون بہہ رہا تھا ۔ شکاری کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا کہ ایک عقاب انسان کیسے بن گیا ۔

ناگ نے کہا :

"میرے زخم پر کوئی کپڑا لا کر باندھ دو ۔"

"تم ۔ تم کون ہو ؟"

"میں عقاب ہوں ۔"

مگر شکاری کی ہمت جواب دے گئی اور وہ بے ہوش ہوگیا ۔ اس پر زبردست دہشت چھاگئی تھی ۔ ناگ اُٹھ کر زخمی ٹانگ کے ساتھ لنگڑا کر چلتا ہوا ایک کونے میں گیا۔ وہاں کچھ کپڑے پڑے تھے ۔ وہاں سے ایک رومال اٹھا کر ٹانگ کے زخم پر کس کر باندھا اور جھونپڑی سے باہر نکل آیا۔ باہر رات کا اندھیرا اور دھند پھیلی ہوئی تھی ۔ ناگ کو یقین تھا کہ عنبر اور ماریا شہزادی اور اس کے بیٹے کوبرے کو لے کر لندن آگئے ہوں گے ۔ اُسے یہ بھی معلوم کرنا تھا کہ وہ خود اس وقت کس شہر میں ہے ۔ کیونکہ ناگ بے ہوشی کی حالت میں وہاں تک آیا تھا ۔

پہاڑی سے اتر کر وہ لنگڑاتا ہوا شہر کو جانے والی سڑک پر چل پڑا ۔ اس کی ٹانگ سے خون بہنا رک گیا تھا۔ مگر درد

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو رہا تھا — ایک بگھی اس کے قریب سے گزرتے ہوئے رُک گئی — اس کے اندر سے ایک سفید مونچھوں والے آدمی نے سر باہر نکال کر پوچھا —

"میری گاڑی میں آ جاؤ برخوردار، تمہیں جہاں جانا ہوگا، وہیں چھوڑ آؤں گا ۔"

ناگ اس ادھیڑ عمر آدمی کی انگریزی سے سمجھ گیا کہ وہ لندن میں ہے — ناگ لنگڑاتا ہوا اس کے پاس آ گیا۔ اس نے دروازہ کھول دیا — ناگ اندر داخل ہو کر بیٹھ گیا۔ سفید مونچھوں والا ناگ کی ٹانگ کی طرف دیکھ کر بولا:

"تم تو زخمی ہو برخوردار ۔"

"ہاں ۔" ناگ نے کہا: "چٹان سے گر پڑا تھا ۔"

سفید مونچھوں والا آدمی کہنے لگا:

"کوئی فکر کی بات نہیں — میں لارڈ بکال ہوں۔ میرے گھر میں دوائی اور پٹیاں موجود ہیں — میں ابھی گھر جا کر تمہارے زخم کو دھو کر دوائی لگا دوں گا — پھر تم رات کو آرام کرنا اور صبح چلے جانا —

"شکریہ لارڈ بکال ۔"

ویسے ناگ کو لارڈ ایک پُر اسرار سا آدمی لگا، لیکن ٹانگ کے درد کی وجہ سے وہ جلدی سے جلدی اُس کے

گھر پہنچ کر دوائی لگانا چاہتا تھا، تاکہ دو ایک دن میں زخم اچھا ہو جائے اور وہ عنبر ماریا کو شہر میں ڈھونڈ سکے ۔

لارڈ کا مکان ایک جنگل میں پُرانے چھوٹے سے قلعے کی طرح کا تھا — کمرے بند تھے اور فرنیچر پہ گرد جمی ہوئی تھی — صرف ایک کمرے میں آگ جل رہی تھی اور وہ گرم تھا — لارڈ نے ناگ کو ایک بستر پر لٹا دیا اور خود دوائی لانے کا کہہ کر چلا گیا۔ جب اسے گئے زیادہ دیر ہو گئی تو ناگ نے سوچا کہ اس مکان کو چل پھر کر دیکھنا چاہیے کہ یہاں کوئی گہرا راز تو نہیں ہے۔ ناگ نے لیٹے لیٹے سانپ کی شکل اختیار کی اور رینگتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا —

ایک اندھیرے برآمدے سے گزر کر وہ سیڑھیاں اُترا تو سامنے اسے لوہے کے ایک بڑے پنجرے میں ایک بہت بڑا خون خوار بن مانس دکھائی دیا — جو غرّا رہا تھا — پنجرے کے باہر وہی سفید مونچھوں والا لارڈ کھڑا تھا اور اسے کہہ رہا تھا:

"زمبو گھبراؤ نہیں، تمہارے کھانے کے لیے ایک نوجوان کو گھیر کر لے آیا ہوں۔ وہ زخمی ہے — ابھی تھوڑی دیر میں تمہیں کھول کر اس کے کمرے میں پہنچا دوں گا، پھر تم مزے سے اُسے کھا کر اپنی بھوک مٹانا —"

بن مانس اچھل اچھل کر شور مچانے لگا، جیسے اپنے شکار

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر خوشی ہو رہا ہو —

ناگ دنگ رہ گیا — تو یہ سفید مونچھوں والا اسے آدم خور بن مانس کی خوراک بنانے کے لیے وہاں لایا ہے — خدا جانے یہ کتنے آدمیوں کو اس بن مانس کے آگے ڈال چکا ہوگا — ناگ نے اس بن مانس اور اس کے قاتل مالک سے نمٹنے کا فیصلہ کیا اور جلدی سے رینگتا ہوا واپس اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا اور دوبارہ انسان کی شکل اختیار کر لی —

اتنے میں سفید مونچھوں والا لارڈ بھی آ گیا — اس کے ہاتھ میں پٹی اور دوائی کی شیشی تھی۔ وہ مسکرا رہا تھا:

" یہ لو' ابھی دوائی لگا کر پٹی باندھے دیتا ہوں۔ صبح تک بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے "

ناگ نے اس کی طرف غور سے دیکھا — کس قدر مکار انسان تھا یہ — لارڈ نے ناگ کے زخم کو صاف کر کے دوائی لگائی اور پھر اس پر پٹی باندھ دی — پھر مسکراتے ہوئے بولا:

" اب تم آرام کرو — میں بھی آرام کرتا ہوں — "

لارڈ چلا گیا — ناگ جانتا تھا کہ وہ آدم خور بن مانس کا پنجرہ کھولنے جا رہا ہے — ناگ اگرچہ زخمی تھا' پھر بھی اس نے ان دونوں کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا —

ناگ زخمی تھا۔

اگر وہ سانپ بن جاتا پھر بھی زخمی ہی رہتا۔ لیکن اسے اپنی جان بھی بچانی تھی۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ سفید مونچھوں والے انسانوں کے دشمن لارڈ کو بھی ختم کرنا تھا تاکہ وہ آئندہ کسی انسان کی زندگی سے نہ کھیل سکے۔ اس کے بعد آدم خور بن مانس کو بھی ہلاک کرنا تھا تاکہ وہ زندہ رہ کر تباہی نہ مچا سکے۔ اگر ناگ کو صرف اپنی جان بچانی ہوتی تو وہ بڑی آسانی کے ساتھ سانپ بن کر یا عقاب بن کر وہاں سے فرار ہو سکتا تھا۔

اسے آدم خور بن مانس کے لوہے کا پنجرہ کھولنے کی آواز سنائی دی۔ پھر اس کی غراہٹ کی آواز آئی۔ آدم خور بن مانس کو آزاد کر دیا گیا تھا اور وہ ناگ کو چیر پھاڑ کر ہڑپ کرنے کے لیے اس کے کمرے کی طرف آ رہا تھا۔ ناگ نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ ایک بار پھر سانپ کے روپ میں آیا اور رینگ کر بستر سے اتر کر دیوار کے اوپر چھت کے ساتھ اندھیرے میں چپک گیا۔ اس کا نچلا زخمی دھڑ ابھی تک درد کر رہا تھا۔ ناگ اپنی چھوٹی سی گردن اٹھائے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا جس کو سفید مونچھوں والا لارڈ کھلا چھوڑ گیا تھا۔ بن مانس کے غرانے کی آواز قریب آ رہی تھی۔ اور پھر دروازہ ایک ہی دھکے سے کھٹاک سے کھل گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہی اونچا لمبا خونخوار بن مانس جھک کر فوں فوں کرتا کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ سیدھا چارپائی کی طرف گیا۔ چارپائی خالی دیکھ کر بن مانس غصے سے چیخنے چلانے اور اپنے سینے پر زور زور سے مکے برسانے لگا۔ اس کا سینہ نوبت کی طرح بج رہا تھا۔ یہ شور اور چیخ و پکار سن کر سفید مونچھوں والا لارڈ بھاگا بھاگا کمرے میں آ گیا۔ اس نے جو چارپائی کو خالی دیکھا تو گھبرا گیا۔ سمجھ گیا کہ شکار بھاگ گیا ہے۔ مگر ناگ کے جوتے چارپائی کے پاس ہی پڑے تھے۔

بن مانس غصے میں اچھل رہا تھا۔ وہ بھوک سے بے تاب تھا۔ لارڈ نے جیب سے ایک ہنٹر نکال کر اسے زور سے پٹکا۔ زبردست پٹاخے کی آواز پیدا ہوئی اور آدم خور خاموش ہو گیا۔ وہ اپنی لال لال خونخوار آنکھوں سے اپنے مالک کو گھورنے لگا۔ لارڈ نے دوسری بار ہنٹر پٹخا تو آدم خور بن مانس چپکے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ قاتل لارڈ بڑا پریشان تھا کہ اس کا شکار کہاں بھاگ گیا ہے۔ جب کہ اس کے جوتے چارپائی کے پاس رکھے ہیں۔ وہ ناگ کو کمرے میں الماری کے پیچھے اور چارپائی کے نیچے تلاش کرتا رہا۔ جب اسے ناگ کہیں نہ ملا تو ہیٹ اٹھا کر سر پر رکھا۔ چھڑی ہاتھ میں لی اور مکان سے باہر نکل گیا۔ ناگ سمجھ گیا کہ چونکہ بن مانس انسانی گوشت کا سخت بھوکا

ہے اس لیے یہ خبیث انسان کسی دوسرے انسانی شکار کی تلاش میں گیا ہے۔

ناگ دیوار پر سے رینگتا ہوا بن مانس کے پنجرے کی طرف آیا۔ بن مانس پنجرے میں بیٹھا بھوک سے غرا رہا تھا۔ ناگ نے سب سے پہلے اس درندے کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا اور دیوار سے رینگتا ہوا اترا اور بن مانس کے پنجرے میں چلا گیا۔

یہ بڑا خطرناک کام تھا۔ بن مانس ایک پنجہ مار کر ناگ کو ہلاک بھی کر سکتا تھا۔ ناگ بڑی احتیاط سے رینگتا ہوا بن مانس کے پیچھے آ گیا اور پنجرے کی سلاخوں پر اس کی گردن کے قریب آ کر رک گیا۔ اس نے اپنا پھن پھیلایا اور آگے کو جھک کر بڑی تیزی سے بن مانس کی گردن پر ڈس لیا۔ پہلے تو بن مانس کو کچھ بھی پتہ نہ چلا۔ گردن پر سوئی کے چبھنے جتنی درد سی ہوئی۔ بن مانس نے ہاتھ مار کر گردن رگڑی اور پھر غرانے لگا۔ لیکن ناگ کا زہر کوئی معمولی زہر نہیں تھا۔ دوسرے سیکنڈ کے بعد ہی بن مانس کا سارا جسم لرزنے کانپنے لگا۔ اس کا حلق بند ہو گیا۔ اس کی غراہٹ ختم ہو گئی۔ منہ سے نیلا جھاگ نکلنے لگا اور وہ ریت کی ڈھیری کی طرح وہیں پنجرے میں لڑھک کر گرا اور اس کا جسم اکڑ گیا۔

ناگ وہاں سے نکل کر واپس اپنی کوٹھڑی میں آیا ہی تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ اتنے میں قاتل لارڈ ایک بھولی بھالی معصوم لڑکی کو لے کر کوٹھڑی میں داخل ہوا۔ لڑکی کی عمر سولہ سترہ سال کی تھی اور وہ لباس سے کسی کھاتے پیتے گھرانے کی لگتی تھی۔ قاتل لارڈ اس کے آگے بچھا جا رہا تھا۔

"تم کوئی فکر نہ کرو بیٹی۔ یہ تمہارا اپنا گھر ہے۔ بے شک آرام کرو۔ دوسری گاڑی آئے گی تو میں خود تمہیں اس میں بٹھا کر لندن چھوڑ آؤں گا۔ ہاں!"

لڑکی کے بال سرخ تھے اور چہرہ سیب کی طرح جگ مگ کر رہا تھا۔ بڑی بھولی بھالی اور معصوم لڑکی تھی بے چاری جس کو بن مانس کے آگے ڈالنے یہ ظالم شخص گھیر کر لے آیا تھا۔ لڑکی کچھ گھبرائی ہوئی تھی۔ کہنے لگی:

"اس جگہ کتنا اندھیرا سا ہے!"

"ابھی ایک اور موم بتی لا کر روشن کر دیتا ہوں تم ذرا آرام کرو۔"

لارڈ کوٹھڑی سے کھسک گیا۔ وہ بن مانس کو لینے جا رہا تھا۔ اس کے جاتے ہی ناگ بھی پیچھے چل پڑا۔ ناگ چھت کے ساتھ چپکا رینگ رہا تھا۔ جونہی پنجرے میں لارڈ نے بن مانس کی لاش دیکھی اس کے منہ سے خوف کے مارے چیخ نکل گئی۔

"یہ کیا ہو گیا۔ میری برسوں کی محنت ضائع ہو گئی۔ اس کو

کس نے زہر دے دیا؟ ہو نہ ہو یہ اسی زخمی مسافر کی شرارت ہے۔ مگر وہ کہاں ہے؟ میں اس کی تکا بوٹی کر دوں گا۔"

اس نے تلوار نکال لی اور لڑکی کی کوٹھڑی کی طرف آ گیا۔

لڑکی بے چاری پہلے ہی سہمی ہوئی تھی۔ اب جو اس نے لارڈ کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو تھر تھر کانپنے لگی۔ لارڈ نے تلوار لہرا کر کہا:

"میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ میں اپنے بن مانس کا بدلہ اب یہاں کے تمام نوجوانوں سے لوں گا اور انہیں ہر روز یہاں منگوا کر باری باری قتل کر دوں گا!"

لڑکی رونے لگی:

"خدا کے لیے مجھ پر رحم کرو۔ میرا کیا قصور ہے۔ میں بے گناہ ہوں!"

لارڈ نے گرج دار آواز میں کہا:

"بھول جاؤ معافی کو اور رحم کو، میں تم سے، انسانوں سے، ساری نسل آدم سے انتقام لوں گا!"

اس نے تلوار لہرائی اور لڑکی بھاگ کر الماری کے پیچھے چھپ گئی۔ ناگ نے زخمی ہونے کے باوجود جتنی تیزی سے ہو سکتا تھا۔ لپک کر فرش پر آ گیا اور اس نے لپک کر لارڈ کی گردن پر چھلانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لگا دی۔ لارڈ نے سانپ کو اپنی گردن کے گرد لپٹتے دیکھا تو اس کی جان ہوا ہو گئی۔ تلوار سے ناگ کو کاٹنے کے لیے تلوار اپنی گردن پر رکھ دی۔ خطرہ تھا کہ اس کی گردن بھی ساتھ ہی نہ کٹ جائے۔ وہ تلوار کی نوک سے سانپ کے جسم کو کاٹنے ہی لگا تھا کہ ناگ نے ایک پھنکار ماری اور قاتل انسان کی گردن پر حلق کے قریب ڈس دیا۔ یہاں زہر نے بڑی تیزی سے اثر کیا اور وہ گر پڑا۔ ناگ رینگ کر چھت پر سے ہو کر کوٹھڑی سے باہر نکل گیا۔

باہر جا کر وہ دوبارا انسانی شکل میں آ گیا۔ جب وہ دوبارا کوٹھڑی میں آیا تو سرخ بالوں والی لڑکی غائب تھی۔

- قاتل لارڈ کا کیا انجام ہوا؟
- عنبر اور ماریا کے ساتھ لندن میں کیا گزری؟
- عنبر ناگ اور ماریا کی ملاقات کہاں ہوئی؟

ان سوالوں کے جواب کے لیے "عنبر ناگ ماریا کی واپسی" کی اگلی قسط نمبر ۲۷ "ماریا اور جادوگر سانپ" میں پڑھیے۔

آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔

موت کے تعاقب کی واپسی ـــ آپ کے جانے پہچانے سلسلے

عنبر، ناگ، ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان۔

۱- لاش سے ملاقات	-/۴	۲- جہاز ڈوب گیا	-/۴
۳- مندر کی چڑیل	〃	۴- پُراسرار غار کی مورتی	〃
۵- ناگ لندن میں	〃	۶- تابوت میں سانپ	〃
۷- موت کا دریا	〃	۸- سانپ کا انتقام	〃
۹- سانپ کی آواز	〃	۱۰- ناگ کا قتل	〃
۱۱- شاہ بلوط کا خزانہ	〃	۱۲- پتھر کا ہاتھ	〃
۱۳- طوفانی سمندر کا بھوت	〃	۱۴- ڈائنا سورس کا جزیرہ	〃
۱۵- سیاہ پوش سایہ	〃	۱۶- انسانی بلی	〃
۱۷- سانپوں کا جنگل	〃	۱۸- ماریا اور بن مانس	〃
۱۹- قبر نما انسان	〃	۲۰- لکشمی دیوی کا انتقام	〃
۲۱- جادوئی ترشول	〃	۲۲- ناگ، عنبر مقابلہ	〃
۲۳- لاش کی چیخ	〃	۲۴- آسیب کی رات	〃

آج ہی اپنے قریبی بکسٹال / ہاکر یا براہ راست ہم سے طلب فرمائیے!

نیا مکتبہ اقراءؔ، ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کے تعاقب کی دا

عنبر ناگ ماریا

کے ۵ ہزار سالہ سفر کی پُراسرار اور سنسنی خیز داستان

مُصنّف : اے حمید

۱ - لاش سے ملاقات ۴/-
۲ - جہاز ڈوب گیا ۴/-
۳ - مندر کی چڑیل ۴/-
۴ - پُراسرار غار کی مورتی ۴/-
۵ - ناگ لندن میں ۴/-
۶ - تابوت میں سانپ ۴/-
۷ - موت کا دریا ۴/-
۸ - سانپ کا انتقام ۴/-
۹ - سانپ کی آواز ۴/-
۱۰ - ناگ کا قتل ۴/-
۱۱ - شاہ بلوط کا خزانہ ۴/-
۱۲ - پتھر کا ہاتھ ۴/-
۱۳ - طوفانی سمندر کا بھوت ۴/-
۱۴ - ڈائنا سورس کا جزیرہ ۴/-
۱۵ - سیاہ پوش سایہ ۴/-
۱۶ - اِنسانی بلی ۴/-
۱۷ - سانپوں کا جنگل ۴/-
۱۸ - ماریا اور بن مانس ۴/-
۱۹ - قبر نما انسان ۴/-
۲۰ - لکشمی دیوی کا انتقام ۴/-
۲۱ - ناگ اور جادوئی ترشول ۴/-
۲۲ - ناگ عنبر مقابلہ ۴/-
۲۳ - لاش کی چیخ ۴/-
۲۴ - آسیب کی رات ۴/-
۲۵ - ننانوے سیڑھیوں کا راز (خاص نمبر) ۱۱/-
۲۶ - عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں ۴/-
۲۷ - ماریا اور جادوگر سانپ ۴/-
۲۸ - نقلی ناگ کی سازش ۴/-
۲۹ - بابل کی بدروحیں ۴/-
۳۰ - قبر کی دُلہن ۴/-

نیا مکتبہ اقرأ - ۱۴/۱۴ بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور ۸